بسم الله الرحمن الرحيم　　　نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم　　　وعلىٰ عبده المسيح الموعودؑ

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

﴿المصلح الموعود﴾

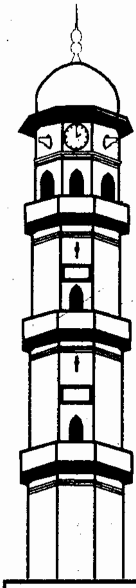

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

Monthly MISHKAT Qadian

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد۲۰　　　احسان ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمطابق جون ۲۰۰۱ء　　　شمارہ۶

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

اداریہ	2	من الظلمات الی النور	14
فی رحاب تفسیر القرآن	3	تقویم ہجری شمسی کا اجراء (6)	16
کلام الامام	5	کہتا ہوں وہی بات........	22
احمدیت کی برکات	6	رپورٹ اجتماع حیدرآباد	27
مشہور مفسرین اور تفاسیر	9	بچوں کے صفحات	30
تبلیغ اسلام	12	وصایا	35

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامدؔ

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوریؔ

مینجر: طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، طاہر احمد اتقی، شاہد احمد ندیم، صمد احمد غوری

دفتری امور: طاہر احمد چیمہ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)

By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

میدان عشق کا وہی حسین شہسوار ہے
جو گر پڑے تو آپ اپنے پاؤں پہ سنبھل پڑے

اگر کبھی جو چاند رات ذکرِ یار چل پڑے
ہمارے قلب و جاں پہ مثلِ زلفِ یار بل پڑے

تمام رات دید کے لئے تھا رت جگا ہوا
کہ قلبِ مضطرب کو کوئی تیرے بن نہ کل پڑے

وہ کون شخص گڑگڑا کے رات گریہ زار تھا
کہ رحمت الٰہ اب تلک اُبل اُبل پڑے

تمہارے انتظار کا خمار اس قدر چڑھا
کہ جامِ شوقِ دید کے پڑے پڑے اُچھل پڑے

وہ کتنے موسموں سے جو چمن خزاں مثال تھا
جو بارشِ کرم ہوئی تو اس میں پھول پھل پڑے

ہمارا جذبۂ جنوں وہاں پہ لے گیا ہمیں
جہاں ملامتوں کے تیر ہر طرف سے چل پڑے

میدان عشق کا وہی حسین شہسوار ہے
جو گر پڑے تو آپ اپنے پاؤں پہ سنبھل پڑے

کبھی جو کوئے یار سے ہمیں صدا ملی ظفرؔ
عقیدتوں کی پالکی میں بیٹھ کر نکل پڑے

مبارک احمد ظفر

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر سے ماخوذ

تیسری قسط

فی رحاب تفسیر القرآن

رب کے معنی پیدا کر کے آہستہ آہستہ ترقی تک پہنچانے والے کے ہوتے ہیں۔ لیکن جزوی معنوں میں جب ربّ کا لفظ بولا جائے تو طبیعت میں ایک خلجان سا رہتا ہے کہ اس میں ربوبیت کی کس سٹیج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ابتدائی سٹیج کی طرف یا درمیانی یا آخری سٹیج کی طرف مثلاً جب ایک یہودی کسی عالم دین کو ربی کہے گا تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ جس دن سے مجھے دین کی سمجھ آئی ہے اس دن سے یہ شخص مجھے دین کی باتیں بتانیوالا اور میری روحانی رنگ میں پرورش کرنے والا ہے۔ اگر دایا کو کوئی رَبَّۃ کہہ دے تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ اس وقت سے ربوبیت کرنے والی جب کہ میں پیدا ہو چکا تھا اور اس وقت تک اس کی ربوبیت جاری رہی جب تک میں چلنے پھرنے لگا۔ پس چونکہ ربوبیتیں مختلف ہوتی ہیں اس لئے یہاں الذی خلق کا اضافہ کیا گیا۔ باپ کی ربوبیت اغذیہ کے وقت سے ہوتی ہے باپ گوشت اور سبزی ترکاری استعمال کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اس کا جسم ایک چیز تیار کرتا ہے جسے نطفہ کہتے ہیں پس باپ کی ربوبیت غذا کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے اس کے بعد ماں کی ربوبیت نطفہ سے شروع ہوتی ہے اور وہ بچے کو اپنے پیٹ میں پالنا شروع کر دیتی ہے جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اُسے دودھ پلاتی ہے اور اگر کسی بیماری کی وجہ سے وہ دودھ نہیں پلا سکتی یا اس کا دودھ نہیں ہوتا تو دایہ کی ربوبیت شروع ہو جاتی ہے۔ پھر ہوش سنبھالنے کیبعد استاد کی ربوبیت کا وقت آ جاتا ہے اور جب کچھ اور بڑا ہوتا ہے تو کوئی بڑا عالم اس کی تربیت شروع کر دیتا ہے۔ اس کے بعد جوان ہونے پر پیر کی ربوبیت کا وقت آ جاتا ہے۔ پھر بادشاہ انسان کی ربوبیت کرتا ہے۔ غرض ربوبیت کی مختلف اسٹیجز ہیں۔ کوئی چھوٹی سٹیج ہے اور کوئی بڑی مگر بہر حال ان میں سے کسی ایک سٹیج کے لئے بھی رب کا لفظ بول لیا جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں ” الَّذِیْ خَلَقَ “ کا اضافہ کیا اور فرمایا کہ ہماری مراد اس سے وہ رب نہیں جن کی ربوبیت غذا کے وقت سے شروع ہوتی ہے، وہ رب بھی مراد نہیں جن کی ربوبیت نطفہ کے وقت سے شروع ہوتی ہے، وہ رب بھی مراد نہیں جن کی ربوبیت بولنے کے وقت سے شروع ہوتی ہے وہ رب بھی مراد نہیں جن کی ربوبیت بالغ اور جوان ہونے کے وقت سے شروع ہوتی ہے بلکہ وہ ربّ مراد ہے جس کی ربوبیت خلق کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ یعنی جب سے کہ مخلوق کا وجود ظاہر ہوا ہے۔ بے شک مختلف لوگوں کے لئے مختلف نسبتوں کی بناء پر ربّ کا لفظ استعمال کر لیا جاتا ہے مگر ہم تجھے کہتے ہیں کہ تو اس ربّ کے نام سے شروع کر جس کی ربوبیت خلق کے وقت سے شروع ہوتی ہے کہ جہاں سے وہ تیرا ساتھ دے رہا۔ کوئی تیسرا عزیز اور ساتھی وہاں سے تیرا ساتھ نہیں دے رہا۔ اس کی ربوبیت کے مقابلہ میں باقی تمام ربوبیتیں باطل اور ہیچ ہیں اور کسی کو اس کی ربوبیت میں شریک ہونے کا دعویٰ نہیں ہو سکتا (ہاں مسلمان

مولویوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ امر منسوب کر دیا ہے کہ وہ پرندے پیدا کر دیا کرتے تھے اور اس طرح انہوں نے اپنی کج فہمی سے اللہ تعالیٰ کی صفات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شریک بنا دیا ہے)

اس آیت میں ایک اور عجیب بات بھی نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے صرف رب کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا بلکہ ربک کا لفظ استعمال کیا تھا مگر آگے خلقک کہنے کی بجائے صرف خلق کہہ دیا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ ربک میں ک ضمیر کے بڑھانے سے چونکہ شرک کی تردید اور اس عقیدہ کی تائید ہوتی تھی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے اس لئے وہاں تو "کَ" ضمیر کو بڑھا دیا۔ لیکن اگر یہاں بھی خلق کی بجائے خلقک کہہ دیا جاتا تو ایک وسیع مضمون محدود ہو کر رہ جاتا۔ الذی خلقک کے معنی صرف اتنے ہوتے کہ وہ خدا جس نے تجھ کو بھی پیدا کیا مگر الذی خلق کے یہ معنی بن گئے کہ وہ خدا جس نے تجھ کو پیدا کیا اور باقی تمام مخلوق کو بھی پیدا کیا ہے۔ گویا " الَّذِی خَلَقَ " کے معنی یہ ہیں کہ الَّذِی خَلَقَ وَ خَلَقَ اٰبَائِکَ وَجَدَّكَ وَجَدَّ اٰبَائِکَ" اس طرح یہ سلسلہ چلتے چلتے حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچ جاتا ہے اور ان سے اوپر عناصر اور پھر اجزائے عناصر تک چلا جاتا ہے پس الذی خلق کو بغیر کسی قید کے مطلق بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی صفت خلق کی غیر محدود وسعت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ تو اس خدا کو پیش کر جس نے خالق اور مخلوق کا رشتہ آپس میں جوڑا اور جس کی صفت خلق کا آغاز تجھ سے نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ سے دنیا اس کی صفت خلق کا نظارہ دیکھتی چلی آئی ہے۔ دیکھو یہ قرآن کریم کا کتنا کمال ہے کہ ایک ہی آیت میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کو مقید کر کے اس کے معنوں میں وسعت پیدا کر دی ہے اور دوسری صفت کو مطلق رکھ کر اس کے معنوں میں وسعت پیدا کر دی ہے ایسی بالغ نظری انسانی کلام میں کہاں ہوتی ہے۔

(جاری)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH

GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service
All Kind of Electronics
Export & Import Goods &V.C.D and
C.D Players are Available Here
Near Ahmadiyya Mission Gangtok

Ph: 03592 - 26107
03592 - 81920

RABWAH WOOD INDUSTRIES

Dealers In :
ROUND TIMBER, TEAK POLES
SWAN SIZES, FIRE WOOD
&
Manufacture of :
WOODERS FURNITURE DOORS
WINDOWS
&
BUILDING MATERIALS etc.

Mahdi Nagar, Vaniyambalam
Distt. Malappuram, KERALA
Pin - 679339

کلام الامام

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

پاک زندگی اور حقیقی نجات کے حاصل کرنے کے لئے ہم بالکل خدا کے ہو جائیں اور سچی وفاداری کے ساتھ اس کے آستانہ پر گریں۔

"وہ فرماتا ہے ﴿بَلٰی مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ﴾ (البقرہ :113) یعنی جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو۔ سو وہ چشمہ قربِ الٰہی سے اپنا اجر پائے گا۔ اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگا دے اور خالص خدا کے لئے اسکا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی بجالانے میں سرگرم رہے۔ سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا۔ اور خوف اور حزن سے نجات بخشے گا۔

یاد رہے کہ یہی اسلام کا لفظ کہ اس جگہ بیان ہوا ہے دوسرے لفظوں میں قرآن شریف میں اس کا نام استقامت رکھا ہے جیسا کہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے۔ ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ﴾ (الفاتحہ :6,7) یعنی ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر۔ ان لوگوں کی راہ جنہوں نے تجھ سے انعام پایا اور جن پر آسمانی دروازے کھلے۔ واضح رہے کہ ہر ایک چیز کی وضع استقامت اس کی علّت غائی پر نظر کر کے سمجھی جاتی ہے اور انسان کے وجود کی علّت غائی یہ ہے کہ نوع انسان خدا کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ پس انسانی وضع استقامت یہ ہے کہ جیسا کہ وہ اطاعت ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایسا ہی درحقیقت خدا کے لئے ہو جائے اور جب وہ اپنے تمام قویٰ سے خدا کے لئے ہو جائے گا تو بلاشبہ اس پر انعام نازل ہوگا جس کو دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب آفتاب کی طرف کی کھڑکی کھولی جائے تو آفتاب کی شعاعیں ضرور کھڑکی کے اندر آجاتی ہیں۔ ایسا ہی جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف بالکل سیدھا ہو جائے اور اس میں اور خدا تعالیٰ میں کچھ حجاب نہ رہے تب فی الفور ایک نورانی شعلہ اس پر نازل ہوتا ہے اور اس کو منوّر کر دیتا ہے اور اس کی تمام اندرونی غلاظت کو دھو دیتا ہے۔ تب وہ ایک نیا انسان ہو جاتا ہے اور ایک بھاری تبدیلی اس کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ تب کہا جاتا ہے کہ اس شخص کو پاک زندگی حاصل ہوئی۔ اس پاک زندگی کے پانے کا مقام یہی دنیا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ ﴿مَنۡ كَانَ فِىۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰى فَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى وَاَضَلُّ سَبِيۡلًا﴾ (بنی اسرائیل :73) یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا رہا اور خدا کے دیکھنے کا اس کو نور نہ ملا وہ اُس جہان میں بھی اندھا ہوگا۔ غرض خدا کے دیکھنے کے لئے انسان اسی دنیا سے حواس لے جاتا ہے۔ جس کو اس دنیا میں یہ حواس حاصل نہیں ہوئے اور اس کا ایمان محض قصّوں کہانیوں تک محدود رہا وہ ہمیشہ تاریکی میں پڑے گا۔"

('سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب' روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 344-342)

وقف زندگی

محترم محمد اسمٰعیل منیر صاحب نزیل امریکہ

(محترم مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب مکرم محمد الیاس منیر صاحب اسیر راہ مولیٰ کے والد ماجد ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نمایاں طور پر خدمت سلسلہ کی سعادت ملی ہے اور مل رہی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں وہ اپنی زندگی کے بعض دلچسپ اور ایمان افروز واقعات پر روشنی ڈال رہے ہیں جو قارئین کے لئے ازدیادِ علم و ایمان کے موجب ہوں گے)

حضرت مصلح موعودؓ نے مرکز احمدیت کو مضبوط کرنے کیلئے جو طریق شروع کر رکھے تھے ان میں ایک شعبہ مقامی تبلیغ کا تھا جس کا مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ قادیان کے ضلع گورداسپور کو ٹارگٹ بنا کر احمدیت کی اشاعت کی جائے اس کے لئے ایک الگ ناظر دعوۃ و تبلیغ مقامی کہلاتا تھا اس کے ذمہ دار 46-1945ء چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے تھے جو ایک گاڑی میں متحرک نظر آتے تھے۔ قادیان کے دوست بھی چھوٹے چھوٹے گروپ بنا کر اردگرد کے دیہات میں پیغام حق پہنچانے جاتے تھے۔ ہم طلباء جامعہ احمدیہ کی بھی اس کام کے لئے باقاعدہ ڈیوٹیاں لگتیں اور ہم ہر جمعہ کو میدان عمل میں نکلا کرتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ مولوی جلال الدین صاحب قمر کے ساتھ ہم جاتے اور وہ آتے جاتے راستہ میں تبلیغی لطیفوں سے بھی محظوظ کیا کرتے تھے اسی طرح مولانا محمد منور صاحب کے ساتھ جانے کا موقعہ بھی ہمیں ملا ان کے واقعات میں تو مزاح کا رنگ بھی ہوتا جو ہمیں خوب یاد رہتے۔ تبلیغی میدان میں یہی تجارب بہت کام آئے۔ الحمدللہ۔

وقف زندگی کی تحریک

میرے والد صاحب محترم میاں فضل کریم صاحب 54 سال کی عمر میں 11 نومبر 1939 کو وفات پاگئے تھے۔ اُس وقت میرے بڑے بھائی محترم عبدالسلام صاحب فرنٹیر کے علاقہ رزمک میں کام کرتے تھے اور دوسرے بھائی محترم محمد ابراہیم صاحب صوبہ بہار کے شہر رانچی میں محمد دین صاحب پال کے پاس کام سیکھتے تھے گھر میں والدہ محترمہ چراغ بی بی صاحبہ کے پاس ہم چھوٹے دونوں بھائی تھے۔ خاکسار محمد اسمٰعیل منیر اور عزیزم محمد اسحٰق صاحب انور، محترمہ والدہ صاحبہ نے محنت مزدوری کر کے ہمیں پالا پوسہ اور جماعتی تربیت ایسے رنگ میں کی کہ ہمارا مکان احمدیہ مسجد باغبانپورہ سے کافی دور ہونے کے باوجود ہم نمازوں کے لئے مسجد میں روزانہ جاتے تھے اور مجلس اطفال الاحمدیہ کے رکن تھے بلکہ یہ عاجز تو ایک سال سیکرٹری اطفال بھی رہا تھا جب کہ ہمیں قادیان سے خدام الاحمدیہ کا جوبلی علم انعامی ملا تھا، یہ 1940 کا سال تھا

مجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا   کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

1944 میں عاجز نے اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ سے میٹرک کا امتحان 850 میں سے 713 نمبر لے کر پاس کیا۔ نتیجہ کے انتظار کے دنوں میں ہماری جماعت نے خالصہ ہائی اسکول نزد گھنٹہ گھر میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انتظام ہم چند نوجوانوں کے سپرد کیا۔ ہم دن کے وقت ہال میں کرسیاں اور سٹیج لگانے کا کام کر رہے تھے کہ قادیان سے اخبار الفضل ملا جس میں حضرت المصلح الموعودؓ کا خطبہ شائع ہوا تھا جو حضور نے حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی وفات پر دیا تھا اور وقفِ زندگی کی تحریک فرمائی تھی۔ عاجز نے جونہی خطبہ پڑھا وقف کرنے کی نیت کی اور ایک پوسٹ کارڈ کے

ذریعہ حضور کی خدمت میں اپنا وقف پیش کر دیا۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی جلسہ سیرۃ النبی ﷺ میں تقریر کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے ان کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر وقف کا کارڈ لکھنے کا ذکر ہوا تو انہوں نے کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔ امتحان کا نتیجہ نکلنے پر قادیان حسب ارشاد حاضر ہوا (عاجز کے ساتھ سید عزیز احمد شاہ صاحب جہلم سے تشریف لائے تھے) ہمارا انٹرویو خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیا۔ مولانا عبدالرحمان صاحب انور انچارج تحریک جدید ہمیں قصرِ خلافت کی پہلی منزل پر لے گئے۔ حضور برآمدہ میں سادہ کرسیوں پر تشریف فرما تھے ،گرمی کا موسم تھا، آپ نے سفید لٹھے کی شلوار اور سفید ململ کی قمیض پہن رکھی تھی۔ ہم حاضر ہوئے تو حضور نے اُٹھ کر استقبال کیا۔ مصافحہ کے بعد ہم بیٹھے چند باتیں حضور نے پوچھیں اور پھر محترم انور صاحب کو ارشاد فرمایا کہ ان کو جامعہ احمدیہ میں داخل کروائیں۔ حضور کی ہدایت پر ہمارا طبی معائنہ بھی خوب ہوا جو محترم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب انچارج نور ہسپتال نے لیا۔ بعدہ تحریک جدید کے دفتر سے چند کاپیاں لے کر ہم جامعہ احمدیہ داخلہ کے لئے پہنچے تو وہاں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے ہمارا استقبال کیا اور ان کی راہنمائی میں پہلی میٹرک پاس طلبہ کی سپیشل کلاس کھلنے پر خوشی کا اظہار فرمایا اور ہمیں تلقین کی کہ محنت کر کے اس کلاس کو کامیاب بنائیں۔ آپ کی اس تحریک پر ہم چند طلبہ نے گرمی کی چھٹیاں قادیان میں گزارنے کا فیصلہ کیا جہاں مسجد دارالفتوح میں حکیم محمد اسمٰعیل صاحب فاضل سے ہم نے عربی گرامر سیکھی جسے محترم حکیم صاحب نے مثالوں کے ذریعہ ہمیں ایسے آسان رنگ میں سمجھایا کہ بعد میں ہمیں کبھی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ 1948ء میں مولوی فاضل کے امتحان میں ہم مدرسہ احمدیہ سے سات سال عربی پڑھ کر آنیوالے طلبہ سے نمبر لے گئے اور 1950ء میں احمد نگر سے مجلس تعلیم کی مبلغین کی کلاس سے پاس ہو کر دفاتر میں پہنچ گئے۔

جامعہ احمدیہ میں خصوصی پروگرام

جامعہ احمدیہ قادیان کی زندگی بڑی منظم ہوا کرتی تھی۔ جامعہ میں ہمیں اپنے اساتذہ کرام کے علاوہ محترم پرنسپل صاحب کی شفقت ملتی تھی اور ہوسٹل میں آتے تو وہاں سپرنٹنڈنٹ مولانا ارجمند خان صاحب مہربان ہوتے تھے۔ مولانا ظفر محمد صاحب ظفر، مولانا ظہور حسین صاحب (بخارا)، قریشی محمد نذیر صاحب ملتانی، صاحبزادہ ابوالحسن قدسی صاحب، مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی، میاں عبدالمنان صاحب عمر، ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بنگالی جیسے اکابر علماء ہمارے اساتذہ میں شامل تھے۔ جنہوں نے ہر رنگ میں ہماری راہنمائی فرمائی، علمی اور عملی رنگ میں ہمیں آگے بڑھایا۔ عملی تبلیغ کے لئے ہمیں ضلع گورداسپور کے دیہات میں جانے کا موقع ملتا رہا ان سفروں کو مولانا جلال الدین صاحب قمر اور مولانا محمد منور صاحب خوب دلچسپ بناتے تھے۔ اسی طرح ایک لمبا تربیتی و تبلیغی دورہ محترم پرنسپل صاحب کی راہنمائی میں کشمیر جنت نظیر کا بھی کیا جو دو ماہ تک جاری رہا۔ ہم جموں کے راستہ سے گئے اور ایبٹ آباد کے راستہ واپس آئے تھے۔ سری نگر پہنچتے ہی ہم نے محلہ خانیار کا رُخ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزار کا نظارہ کیا اور وہاں یوز آسف نبی کا بورڈ بھی دیکھا۔ سری نگر سے آسنور پہنچے تو وہاں کی سب سے بڑی احمدیہ جماعت کے بزرگ بھائی غلام محمد صاحب ڈار نے ہمیں کنگوٹن اور اس کے آگے آگے جھیل کوثر ناگ کی سیر بھی کروائی جہاں سے دریائے جہلم نکلتا ہے ۔کنگ وٹن کے سرسبز میدان میں چودھویں کی چاندنی میں دو تین میل کی سیر کا نظارہ اب تک ہمیں خوب یاد ہے۔ جس کے بعد برفانی راستوں پر چلتے چلتے ہم نے بیس ہزار فٹ کی بلندی پر جھیل کے کنارے بیٹھ کر کھانا کھایا اور بارش اور طوفان سے بچنے کی خاطر جلدی جلدی واپس کنگ وٹن پہنچے۔

اسی سفر میں مختلف جماعتوں میں ہم نے تربیتی جلسے کئے۔

یاڑی پورہ کا جلسہ اور وہاں گھر گھر چشموں کے نظارہ نے ہمیں قرآنی آیت و اٰوینهما الی ربوة ذات قرار و معین کی صداقت واضح کر دی۔ کشمیر کی جماعتوں کا سالانہ جلسہ رشی نگر میں وسیع پیمانہ پر ہوا جس میں جامعہ احمدیہ کے پرنسپل اور طلبہ کی شمولیت نے چار چاند لگا دیئے تھے احباب کشمیر بہت خوش تھے۔ اس سارے سفر میں ہمارا ایک صد روپیہ فی طالب علم خرچ آیا تھا۔

تعلیم کے دوران ایک کارنامہ ہمیں سرانجام دینے کا موقع ملا۔ ہمیں پاک و ہند کی آزادی دیکھنے کا موقع ملا اور اس موقع پر مرکز احمدیت قادیان اور اہالیان قادیان کے علاوہ اردگرد کے ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کی خدمت کا موقع ملا۔ حفاظت مرکز کے سلسلہ میں ہماری ڈیوٹیاں مارچ 1947ء سے ہی شروع ہو گئی تھیں جو موسمی تعطیلات میں اپنے عروج کو پہنچ گئیں۔ مجھے خوب یاد ہے کہ رمضان کے دنوں میں ہم افطاری کے بعد مسجد اقصیٰ میں حاضر ہوتے جہاں حافظ محمد رمضان صاحب کے پیچھے نماز تراویح ادا کرتے پھر ڈیوٹی پر چلے جاتے جہاں سے ہم باری باری تہجد باجماعت کے لئے مسجد مبارک جاتے جہاں حافظ قدرت اللہ صاحب امام ہوتے تھے۔ سحری کھانے کے بعد ہماری دن کی ڈیوٹیاں شروع ہو جاتی تھیں ہم جوان تھے دن رات کی ڈیوٹیوں میں ایک مزہ آتا تھا۔ خدمت کے مواقع ملتے تھے۔ دعاؤں پر زور ہوتا تھا۔ بالآخر 12/نومبر 1947ء کو ہمارا یہ دور اختتام پذیر ہوا جب ہم حضور کے حکم سے قادیان سے بھاری دلوں کے ساتھ پاکستان کے لئے روانہ ہوئے جہاں ہمیں جامعہ احمدیہ کو دوبارہ چلانا تھا۔ لاہور اور چنیوٹ سے ہوتے ہوئے ہم احمد نگر آکر جامعہ احمدیہ کو آباد کرنے میں کامیاب ہو گئے جہاں سے چند سالوں کے بعد ربوہ میں عمارتیں بننے پر وہاں منتقل ہو گئے۔

(جاری)

Love for All, Hatred for None

M. C. Mohammad

Kodiyathoor

SUBAIDA TIMBER

Dealers In :

TEAK TIMBER, TIMBER LOG, TEAK POLES & SIZES TIMBER MERCHANTS

Chandakkadave, P.O. Feroke
KERALA - 673631
☎ : 0495 - 403119 (O)
402770 (R)

NAVNEET JEWELLERS

Ph. (S) 70489
(R) 70233, 70847

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All Kinds of *rings* & *"Alaisallah"* rings olso sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

چند مشہور مفسرین اور ان کی تفاسیر

ترتیب بلحاظ زمانہ

(عربی اور فارسی زبان میں)

مرتبہ: مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب

نمبر شمار	نام مفسرین	کتب	ولادت	وفات	مقام	مسلک
1	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ	-	68ھ	مدینہ	-
2	ملا محسن کاشی-محمد بن شاہ مرتضیٰ	الصافی فی تفسیر القرآن الکریم	-	100ھ	قم (ایران)	شیعہ
3	تستری-ابو محمد سہل بن عبد اللہ	تفسیر القرآن العظیم	-	200ھ	تستر (ایران)	-
4	الفراء-ابوزکریا یحییٰ بن زیاد دیلمی	معانی القرآن	144ھ	207ھ	کوفہ	-
5	ابن جریر طبری-محمد بن جریر	(تفسیر طبری) جامع البیان فی تفسیر القرآن	224ھ	310ھ	طبرستان بغداد	غیر مقلد
6	قاضی عبد الجبار احمد ہمدانی	تنزیہ القرآن عن المطاعن	-	415ھ	ہمدان	شافعی معتزلی
7	شیخ المرتضیٰ-ابو لقاسم علی بن طاہر	امالی الشریف المرتضیٰ-غرر الفوائد ودرر القلائد	355ھ	436ھ	ایران	شیعہ معتزلی
8	راغب اصفہانی-حسین بن محمد	المفردات فی غریب القرآن	-	502ھ	بغداد	سنی
9	بغوی-ابو محمد حسین بن مسعود الفراء	تفسیر بغوی-معالم التنزیل	434ھ	516ھ	خراسان	شافعی
10	زمخشری جار اللہ ابو لقاسم محمود بن عمر	الکشاف عن حقائق غوامض التنزل و عیون الاقاویل فی وجوہ التاویل	467ھ	538ھ	زمخشر خوارزم	حنفی معتزلی
11	طبرسی-ابوعلی فضل بن حسن	مجمع البیان لعلوم القرآن	538ھ	-	طبرستان	شیعہ
12	ابن عطیہ-ابو محمد عبدالحق بن ابی بکر	(تفسیر ابن عطیہ) المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز	481ھ	546ھ	غرناطہ	-
13	ابن الانباری-عبدالرحمٰن بن محمد	البیان فی غریب اعراب القرآن	513ھ	577ھ	بغداد	-
14	امام رازی-فخرالدین محمد بن عمر تیمی رازی	(تفسیر کبیر رازی)-مفاتیح الغیب	544ھ	606ھ	ری (ایران) ہرات	سنی
15	ابو محمد شیرازی-روزبہان بن ابی نصر البقلی الفسوی	عرائس البیان فی حقائق القرآن	-	606ھ	-	-
16	ابو البقا العکبری-عبد اللہ بن حسین	املاء مامن بہ الرحمن من وجوہ الاعراب	538ھ	616ھ	بغداد	-
17	ابن عربی محی الدین محمد بن علی الشیخ الاکبر	والقراءات فی جمیع القرآن تفسیر الشیخ الاکبر	-	628ھ	مرسیہ (اندلس) دمشق	صوفی
18	علامہ بیضاوی-ابوالخیر عبد اللہ بن عمر بن محمد	(تفسیر بیضاوی) انوار التنزل واسرار التاویل	-	685ھ	بیضاء (شیراز) تبریز	شافعی
19	علامہ نسفی ابو البرکات عبد اللہ بن محمود بن احمد	مدارک التنزیل و حقائق التاویل	-	710ھ	نسف (سمرقند) ایذوج	حنفی
20	ابن تیمیہ تقی الدین ابو العباس احمد بن شہاب الدین	(تفسیر ابن تیمیہ) التفسیر الکبیر	661ھ	728ھ	دمشق	حنبلی
21	النظام الاعرج-حسن بن محمد نیشاپوری	غرائب القرآن ورغائب الفرقان	-	728ھ	قم (ایران)	-

نمبر شمار	نام مفسرین	کتب	ولادت	وفات	مقام	مسلک
23	ابوحیان ابوعبد اللہ محمد بن یوسف بن علی	البحر المحیط	654ھ	745ھ	غرناطہ-قاہرہ	شافعی
24	علامہ ابن کثیر-ابوالفداء اسماعیل بن عمر کثیر بصری	(تفسیر ابن کثیر) تفسیر القرآن العظیم	710ھ	774ھ	دمشق-بصرہ	شافعی
25	الزرکشی-امام بدر الدین محمد بن عبد اللہ	البرھان فی علوم القرآ ن	745ھ	794ھ	قاہرہ(مصر)	-
26	جلال الدین محمد ابن احمد المحلی شافعی	تفسیر جلالین تفسیر ازمحلی سورۃ بقرہ تا بنی اسرائیل	791ھ	864ھ	مصر	شافعی
	جلال الدین السیوطی	تفسیر ازالسیوطی سورۃ فاتحہ کہف تا الناس				
27	سید معین الدین محمد بن عبد اللہ الحسنی الحسنی	جامع البیان فی تفسیر القرآن	832ھ	894ھ	ایج(ایران)	شافعی
28	جلال الدین السیوطی ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر	(1)الاتقان فی علوم القرآن(2)الدر المنثور فی التفسیر الماثور	849ھ	911ھ	قاہرہ(مصر)	-
29	الخطیب شمس الدین محمد بن محمد الشربینی	السراج المنیر	-	977ھ	مصر	شافعی
30	ابوالسعود محمد بن محمد بن مصطفی العمادی	ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم	898ھ	982ھ	قسطنطنیہ	حنفی
31	البروسوی شیخ اسماعیل حقی متولی الروم	روح البیان	1063ھ	1137ھ	ایدوس(ترکی)بروسہ	صوفی
32	قاضی محمد ثناء اللہ مظہری پانی پتی	تفسیر مظہری	-	1225ھ	-	حنفی
33	حضرت شاہ عبدالعزیز دھلوی	تفسیر فتح العزیز(فارسی میں ھے)	-	1239ھ	دہلی	سنی
34	الشوکانی محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ	فتح القدیر	1173ھ	1250ھ	ہجرہ شوکان(یمن)	زیدی(شیعہ)
35	آلوسی شہاب الدین سید محمد بن عبد اللہ آفندی	روح المعانی	1217ھ	1270ھ	آلوس(بغداد)	شافعی
36	نواب صدیق حسن خان قنوجی	فتح البیان فی مقاصد القرآن	1248ھ	1306ھ	بریلی(یوپی)بھوپال	-
37	شیخ محمد عبدہٗ	المنار-تفسیر القرآن الحکیم پارہ نمبر30اور سورۃ فاتحہ تا ابتدا سورۃ یوسف ان کے درس ان کے شاگرد رشید رضانے مرتب کر کے شائع کئے۔ان کی وفات پر رشید رضانے بقیہ حصہ کی تفسیر مکمل کی۔	-	1323ھ	مصر	غیر مقلد
38	طنطاوی-شیخ طنطاوی الجوھری	الجواھر فی تفسیر القرآن	-	1359ھ	مصر	-
39	سید قطب	فی ظلال القرآن	1324ھ	1386ھ	مصر	-
40	صابونی محمد علی الاستاذ بکلیۃ الشریعۃ والدراسات	صفوۃ التفاسیر	-	-	سعودی عرب	-
41	ملافتح اللہ کاشانی	منہج الصادقین(فارسی میں ھے)	-	-	-	شیعہ
42	طباطبائی-سید محمد حسین	المیزان فی تفسیر القرآن	-	-	-	-
43	الشنقیطی محمد الامین بن المختار الجکنی	اضواء البیان فی ایضاح القرآن با لقرآن	-	-	-	-

تبلیغ اسلام اور ہماری ذمہ داریاں

مکرم فاروق احمد صاحب فضل انسپکٹر بیت المال آمد قادیان

تبلیغ کے لفظی معنی پیغام پہنچانے کے ہیں۔ اصطلاح اسلام میں اس کے معنی یہ ہیں کہ حق و صداقت کے پیغام کو ان لوگوں تک پہنچایا جائے جو ابھی تک اس سے متعارف نہیں ہیں۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی اسی ضمن میں آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل دین اسلام عطا فرمایا۔ اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیشہ اسلام کے شامل حال رہی۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود طرح طرح کے طوفان و حوادث کے اسلام تمام خوبیوں کے ساتھ آج بھی اپنی اصل صورت پر قائم ہے۔ اس کے بالمقابل اگر ہم دیگر مذہب پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ فلسفہ جدیدہ سے متاثر ہو کر ان میں خدا کا تصور ہی بالکل دھندلا سا ہو کر رہ گیا ہے۔ لیکن اسلام اور قرآن کریم آج بھی اسی صورت میں قائم ہے جیسا کہ آج سے چودہ سو برس قبل تھا۔ اور اسلام ایک کامل دین کی صورت میں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا تھا کہ اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام ديناً

یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اور تمہارے لئے اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے۔ اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبلغین کے لئے ان کے تبلیغی سفر کی ہر منزل میں مشعل راہ ہے۔ آپکی ابتدائی سہ سالہ خاموش تبلیغ ایسی تھی کہ مکہ جیسے شہر میں جہاں بعد میں لوگ آپ کے خون کے پیاسے ہو گئے کوئی مخالفت نہ ہوئی بلکہ یکے بعد دیگرے سعید روحیں اسلام کی آغوش میں آتی رہیں۔ پھر جب کھل کر تبلیغ کا ارشاد ہوا تو آپ نے کوہ صفا پر پھر کھلی دعوتوں میں پھر دار ارقم میں اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ بڑے سے بڑا لالچ اور بڑے سے بڑے تخویف آپ اور آپ کے صحابہؓ کے قدموں میں لغزش پیدا نہ کر سکی۔ دشمنوں نے آپ سے انتہا درجہ کی گستاخیاں کیں آپ کے سر میں خاک ڈالی سجدہ کی حالت میں عین خانہ کعبہ میں خون اور گند سے لت پت اونٹنی کی بچہ دانی آپ کی پیٹھ پر رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گرم ریت پر لٹایا گیا لیکن آپ ان تمام مظالم کو بڑے حوصلہ کے ساتھ سہتے رہے۔ اور دین کی خدمت میں ڈٹے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر یہ ضروری قرار دیا کہ وہ کلام اللہ کو لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ دوسرے مذاہب کی طرح اسلام خود ساختہ فلسفہ کا محتاج نہیں۔ تبلیغ اسلام کے لئے دعویٰ اور دلائل اپنے الہامی صحیفہ سے پیش کرنا اسلام کا ہی طرہ امتیاز ہے۔ جس میں کوئی دوسرا مذہب شریک نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو علم کلام پیش کیا اس کے اعجاز کی وجہ یہی ہے کہ اس کی بنیاد کلیۃً قرآن مجید پر ہے۔ قرآن مجید کی اس زبردست طاقت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے جہاد بالقرآن کا حکم دیا اور فرمایا:

فلا تطع الكافرين وجاهد هم به جهاداً كبيراً

(سورۃ فرقان رکوع 5)

"یعنی تو کافروں کی بات نہ مان اور ان سے قرآن کے ذریعہ جہاد کر جو جہاد کبیر ہے۔"

طفیل بن عمرو دوسی مشہور شاعر اور شرفاء عرب میں سے تھے۔ وہ جب مکہ گئے تو لوگوں نے انہیں ڈرایا۔ ایک مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اتفاقیہ حرم میں ملاقات ہوگئی۔ جب آپ نے قرآن کریم کو سنا تو آپ کے دل پر اس قدر اثر ہوا کہ فوراً آپ نے اسلام قبول کرلیا۔

کلام اللہ میں ایسی تاثیر ہے کہ وہ لوگ جو اپنے کفر کے باعث بغض وعناد میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے وہ بھی اثر لئے بغیر نہ رہتے۔ اسی لئے وہ کہتے تھے کہ شور ڈالو تا کہ قرآن کریم نہ سنا جاوے۔ بعض مخالفین قلیل عرصہ میں اسلام کی وسعت کو دیکھ کر الزام لگاتے ہیں کہ اسے بالجبر پھیلایا گیا ہے وہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن کریم جیسے موثر حربہ کی موجودگی میں بھلا فولاد کے تلوار کی کیا حقیقت ہے۔ ان کو تعصب کے باعث متعدد ایسے قرآنی ارشادات نظر نہیں آتے جن میں دین کے معاملہ میں جبر کو قطعاً ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ تلوار بے شک آپ ﷺ کو ہاتھ میں لینی پڑی لیکن محض دفاع کی غرض سے ورنہ اسلام میں تو جارحانہ دینی لڑائی کا تصور ہی موجود نہیں۔

آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کی خدمت کا بوجھ جماعت احمدیہ کے کندھوں پر رکھا ہے۔ اور جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مثالی رنگ میں اسلام کی خدمت کررہی ہے۔ اور تقریباً ہر احمدی خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ اسلام میں لگا ہے۔ ان کی قربانیوں کی بے شمار مثالیں ہمارے سامنے ہیں جن کی بدولت آج کثرت سے بنی نوع انسان جماعت احمدیہ میں داخل ہورہے ہیں۔ اس خدمت کو برقرار رکھنے کے لئے ہمارے اندر ایک کامل جذبہ کا ہونا ضروری ہے کہ تمام عالم کو اسلام کے نور سے منور کردیں۔ اس کے علاوہ دیانت و امانت کا ہونا بھی ضروری ہے تا کہ ہمارے اعلیٰ اخلاق کو دیکھ کر لوگ ہم سے متاثر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

M.T.A. کے تعلق سے ایک ضروری اعلان

وکالت تبشیر لندن (M.T.A. International) کی طرف سے مؤرخہ 2/2/2001 کا تحریر کردہ سرکلر موصول ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ انٹرنیشنل کو Digital Transmission جاری کرنے کی توفیق مل گئی ہے اور اب M.T.A. کے جملہ پروگرام صرف دو میٹر کی ڈش پر Digital Reciever کی جدید ترین Technology کے ذریعہ بہت بہترین رنگ میں دیکھے اور سنے جاسکتے ہیں۔

لیکن جس Transmission کے ذریعہ یعنی 57°E پر ابھی تک پروگرام دیکھے جارہے ہیں۔ یہ سروس صرف دسمبر 2001ء تک جاری رہے گی۔ دسمبر 2001ء کے بعد 57°E بند کردیا جائے گا اور صرف DigitalTransmission100.5°E آئندہ جاری رہے گا۔

یہ دونوں Transmission اس لئے جاری رکھے جارہے ہیں تا کہ آپ اس عرصہ یعنی دسمبر 2001ء تک Digital Reciever خرید لیں۔ اس سے بہت بہترین رنگ میں پروگرام دیکھنے کو ملیں گے۔

ناظر نشرو اشاعت قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے تعارف پر مشتمل مضمون "وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے" اس شمارہ میں شامل نہیں کیا جاسکا۔ بقیہ اقساط آئندہ شماروں میں جاری رہینگی۔

(ادارہ)

من الظلمات الی النور

(اندھیروں سے اجالے کی طرف)

1920ء غالباً فروری کا مہینہ تھا ایک (60) ساٹھ سال کی عمر کا بزرگ پاکیزہ طبیعت بھاری بھرکم پٹھان محترم عزیز اللہ خان صاحب اثر جو جواں مرد بڑی ہمت و طاقت رکھنے والے نڈر پڑھے لکھے شاہجہان پور میں محکمہ ہائی کورٹ میں ملازم تھے۔ اچانک ہماری دوکان پر حاضر ہوئے۔ اور محترم والد صاحب سے مخاطب ہوئے۔ "بھیا احمد حسین! کیا میں آپ کو ایک بات نہ بتاؤں؟" والد صاحب نے کہا" ضرور بتائیں۔" قادیان جو پنجاب میں ایک قصبہ ہے جہاں ایک بزرگ جو مغل خاندان سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب انہوں نے امام مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔ میں نے تو اُن کی بیعت کرلی ہے آپ کا کیا ارادہ ہے؟ والد صاحب نے فوراً جواب دیا کہ میری بھی بیعت کرادیں اور اُسی وقت ابّا جی کا خط قادیان لکھ دیا گیا۔ محترم والد صاحب نے نہ کوئی کتاب دیکھی اور نہ کوئی نشان و معجزہ طلب کیا جس طرح ایک شدّت گرمی کا پیاسا پانی پر جھپٹ پڑتا ہے والد صاحب نے کسی قسم کی کوئی تحقیق نہیں کی اور نہ ہی کوئی سوال یا اعتراض کی شکل پیدا کی۔ محترم والد صاحب مسلمانوں کی بداعمالی اور نافرمانی اور ان کی اسلامی تعلیم سے دوری کی وجہ سے بہت تنگ و پریشان تھے اور ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ مسلمان اپنی بداعمالی اور نافرمانی کی وجہ سے اسلام سے دور جا پڑے ہیں اس وقت ہمارا قصبہ میں کریانے کا بہت وسیع کاروبار تھا لاکھوں روپے کا لینا دینا چلتا رہتا تھا۔ قبول احمدیت کی وجہ سے اب آہستہ آہستہ والد صاحب کی مخالفت شروع ہوگئی اور زور دار مخالفت نے تیزی پکڑلی۔ دوکان پر آمدرفت کم ہوگئی اور مسلمانوں کے ساتھ جو پہلے ایک دوستی کا رنگ تھا مخالفانہ روّیہ میں بدلتا گیا۔ حتیٰ کہ ملنا جلنا آنا جانا دعا سلام بند ہوگیا ہر طرف سے قادیانی کافر ہوگیا کی آوازیں آنے لگیں مسلمانوں نے سخت بائیکاٹ کردیا۔ دھوبی۔ ماشکی۔ خاکروب کو گھر میں آنے سے روک دیا گیا دوکان کو بہت زبردست نقصان اٹھانا پڑا۔ مکان کے باہر کنواں تھا مخالفوں نے وہاں سے پانی بھی نہ لینے دیا اسی زمانہ میں ابّا جی نے گھر میں نلکا لگوالیا پانی کی تکلیف دور ہوگئی۔ والد صاحب نے قصبہ کے مخالف مسلمانوں کا بڑی جواں مردی ہمت سے مقابلہ کیا اور کبھی بھی ہمت نہیں ہاری مخالفت بڑھتی گئی خاندان والے برادری کے لوگ بھی سب ساتھ چھوڑ گئے اور مخالفت کرنے لگے۔ شادی بیاہ میں بھی روک پیدا ہوگئی۔ قصبہ میں مسلمانوں نے بہت شور مچایا اور رات کو عشاء کے بعد ایک جلسہ عام کا انتظام کیا گیا۔ تا کہ محترم والد صاحب کو احمدّیت سے توبہ کرائی جائے۔ ایک زبردست مخالف مولوی کو بلایا گیا اور ہزاروں لوگ جمع ہوئے رات کو والد صاحب نے یہ معلوم کرلیا کہ وہ مولوی کہاں رہائش رکھتا ہے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا والد صاحب اس کے پاس پہنچ گئے اور اس کو کہا کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہوں کلمہ طیبہ پڑھتا ہوں اور اسلام اور دین محمدؐی پر قائم ہوں میرا کوئی عقیدہ اسلام کے خلاف نہیں ہے میں حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں مجھے مسلمان کافر کہتے ہیں ہاں میں ایک بزرگ جو قادیان میں پیدا ہوئے یہ قصبہ پنجاب میں ہے۔ انہوں نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے میں نے اُن کو سچا سمجھ کر قبول کرلیا ہے یہ تجویز والد صاحب نے بتائی اور خدا تعالیٰ کے حضور بہت دعائیں کیں۔ یا

> محترم مظہر حسین صاحب صابر درویش قادیان نے اپنے والد محترم کے قبولِ احمدیت کے واقعات نہایت اختصار کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں۔ قارئین کے استفادہ کے لئے پیش ہیں۔

کریم میں نے تیرے ایک سچے اور راستباز امام مہدی کو قبول کر لیا ہے تو میری مدد فرما اور ان مخالفین کے حملوں اور ظلم وستم سے بچا۔
دعا کرنے کے بعد دوبارہ والد صاحب غیر احمدی مولوی کے پاس جلسہ عام سے پہلے جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے پہنچ گئے اور ایک پانچ روپے -/Rs.5 کا نوٹ ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔
مولوی صاحب نے والد صاحب کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تم بالکل نہ گھبراؤ۔ جیسے میں کہوں ویسے کرنا ہے جلسہ سے پہلے جب میں تمہیں بلاؤں تو تم فوراً آجانا رات کو جلسہ میں ہزاروں لوگ جمع ہوئے غیر احمدی مولوی نے جلسہ عام سے خطاب سے پہلے مجھے بلایا کہ کہاں ہے وہ احمد حسین۔ بلاؤ اس کو میں حاضر ہوا۔ غیر احمدی مولوی نے کہا کہ پڑھ کلمہ طیبہ میں نے کلمہ طیبہ با آواز بلند پڑھا غیر احمدی مولوی صاحب نے کہا کہ یہ تو مسلمان ہے کون کہتا ہے کہ یہ کافر ہے۔ جلسہ برخاست ہوا۔ اور تمام مسلمان منہ دیکھتے رہ گئے اور خدا تعالیٰ نے ابا جی کو ایک زبردست آزمائش سے بچا لیا اور صرف پانچ روپے میں غیر احمدی مولوی بک گیا قصبہ میں کوئی اور دوکان نہیں تھی مسلمان ادھار لینے پر مجبور تھے۔ والد صاحب نے ایک نئی حکمت عملی اختیار کی مسلمانوں کو پیار محبت سے اپنے قریب کیا شادی بیاہ کے موقعہ پر یا کسی خاص تقریبات مثلاً عیدین کے موقعہ پر بلاتے اور چائے کھانے کا انتظام کرتے آہستہ آہستہ مخالفت کم ہوتی گئی اور اس کی جگہ پیار و محبت میں تبدیل ہوتی گئی۔
اب والد صاحب نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کا پیغام پہنچاتے اور پڑھنے کے لئے اخبار الفضل اور دوسری کتب آہستہ آہستہ فضا پیار محبت میں تبدیل ہوتی گئی۔ اور مخالفت کی زور دار آندھی رک گئی۔ محترم والد صاحب نے پیار محبت کی حکمت عملی سے ایک جماعت تیار کر لی گھر میں نمازوں اور دینی کاموں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چائے پارٹی کرتے اور مالی امداد بھی کرتے جسکی وجہ سے مسلمان قریب ہوتے گئے۔ پیار محبت کا ماحول پیدا ہوتا گیا یہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کو قبول کرنے کے نتیجے میں بہتر ماحول پیدا ہو گیا۔ رشتہ دار خاندان بھی آنے جانے لگے شادی بیاہ موت وزندگی کے سارے مرحلے طے ہوتے گئے۔
اسی واقعہ کے تعلق سے ایک واقعہ اور بیان کر دوں میرے دادا جان سے والد صاحب جو احمدیت میں شامل نہیں ہوئے کا اکثر جھگڑا ہو جاتا ایک بار دادا جان نے والد صاحب کو کہا تو قادیان چلا جا وہی تیرا باپ ہے میں تیرا باپ نہیں ہوں یہ بات حسن اتفاق سے پوری ہوئی اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دئے کہ ابا جی قادیان چلے آئے انجام کار بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے والد صاحب بڑی ہمت وجرات فولادی عظیم طاقت کے مالک تھے کوئی اور مخالفت ان کی صداقت قبول کرنے میں حائل نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ محترم والد صاحب کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔ آمین

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے
کناروں تک پہنچاؤں گا"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

WARRAICH CALL POINT

**NATIONAL & INTERNATIONAL
CALL OFFICE**
**Fax Facility Sending
& Recieving Here**
Fax open in 24 Hours.

***OWNER*:**
MEHMOOD AHMAD NASIR
Moh. : Ahmadiyya, Qadian - 143516
Ph. : 0091 - 1872 - 72222
Fax : 0091 - 1872 - 71390
Ph. (R) : 0091 - 1872 - 70286

نماز کو قائم کریں اور اپنے دوستوں اور حلقہ احباب کو نماز قائم کرنے کی تلقین کرتے

تقویم ھجری شمسی کا اجراء-------6

ماہ احسان بمقابل ماہِ جون

اعتماد: کتابچہ شان خاتم النبیین

از: منصورہ الہ دین، حیدرآباد

جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان کی یادگار میں جو آپ ﷺ نے اسیرانِ قبیلہ حاتم طائی کو رہا کرنے کے سلسلہ میں فرمایا، اس عیسوی شمسی مہینہ جون کا نام ''احسان'' تجویز فرمایا۔

معزز قارئین! محسن انسانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کائنات کے ذرہ ذرہ پر مرتسم ہیں۔ لیکن مادّی دنیا کو قائل کرنے کے لئے عملی ثبوت کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتا ہے، اپنے عملی نمونے سے اس محسنِ اعظم کے احسانات کی جھلک دکھانے کی ضرورت ہے تا دنیا یقین کرلے کہ ہاں! واقعی جب غلاموں کے احسان کا یہ حال ہے تو اُن کے آقا ﷺ کے احسانات کا کیا عالم ہوگا۔

قارئین کرام! اپنوں اور بیگانوں کی تمیز کئے بغیر ہر فردِ بشر سے اس کے استحقاق سے بڑھ کر نیک سلوک کرنا احسان کہلاتا ہے بشرطیکہ اس نیکی کے پیچھے حسنِ نیت اور حسن ارادہ بھی کارفرما ہو۔ احسان اس بات کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ یہ نہ دیکھا جائے کہ دوسرا ہم سے کیا سلوک کرتا ہے اگر وہ برا سلوک کرے تب بھی ہم اس سے اچھا سلوک کریں خواہ اس طریق کے اختیار کرنے سے ہماری ذات کو نقصان ہی کیوں نہ پہنچے۔ چنانچہ عفو و درگزر، محبت و شفقت، خیر و صلح، ایثار و قربانی، عدل و انصاف، جود و سخا، خدمت خلق، صدقہ و خیرات، مہمان نوازی، حقوق العباد کی ادائیگی، حاجتمندوں کی حاجت روائی، کمزوروں کی مدد اور قومی خدمات وغیرہ تمام نیکیاں احسان ہی کے زمرہ میں آتی ہیں۔

ہر مسلمان صمیم قلب سے ایمان رکھتا ہے کہ قرآنِ حکیم ایک مکمل، دائمی اور عالمگیر ضابطۂ حیات ہے اور محسنِ کائنات و فخرِ موجودات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ اسوہ جسے علماء نے سنت سے تعبیر کیا ہے، اسی صحیفۂ آسمانی کی عملی تفسیر ہے۔ خود قرآن حکیم نے بھی آپ کے حق میں گواہی دی وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:۵) کہ بلاشبہ آپ ﷺ مکارمِ اخلاق کی بلند تر چوٹی پر فائز تھے۔

آیئے! ہم قرآن حکیم کی اس حقیقت پر مبنی گواہی کے آئینہ میں محسنِ اعظم و فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ احسان کا جائزہ لیں اور آپ ﷺ کے اس عدیم النظیر احسانات پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں جن کا دائرہ افرادِ امت ہی پر نہیں بلکہ بلا امتیاز مذہب و ملت ہر فردِ بشر پر محیط ہے۔

قارئین! دنیا میں لاکھوں بلکہ کروڑوں ایسی فیض رساں ہستیاں پیدا ہوئیں جنہوں نے مخلوقِ خدا کی فلاح و بہبود اور خیر خواہی کے لئے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ مگر یہ شرف اور اعزاز فقط ایک ہی مقدس اور اعلیٰ و ارفع وجود کو حاصل ہوا کہ خود خالق ارض و سما کی جانب سے اسے تخلیق کائنات کا مقصود اور علتِ نمائی قرار دیا گیا اور جب اس دنیائے آب و گل کی تخلیق پر کروڑہا

سال گزر جانے کے بعد اس گوہر نایاب کی بعثت عمل میں آئی تو خود صانعِ کائنات نے اس پر یہ انکشاف فرمایا:

لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ کہ اے محمد ﷺ! اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔

اس حدیث قدسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جہاں حضور نبیء پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ﷺ کے رفیع الشان منصب اور مقام کی آگہی عطا فرمائی وہاں آپ ﷺ کے لامتناہی سلسلہء احسانات کی ابتداء بتا کر ہماری توجہ کو بھی اس نکتہ پر مرکوز کر دیا کہ اے میرے بندو! چشم بصیرت وا کرو اور غور سے دیکھو تو یہ حقیقت تم پر بھی منکشف ہو جائے گی کہ کائنات کا یہ وسیع و عریض شمسی نظام جس میں ارض و سماء کی وسعتیں ماہ و انجم کی تابانی، شب و روز کا تسلسل، شفق کی رنگینی، ہواؤں کی رنگینی، ہواؤں کی تیزی، نیلگوں سمندر کا تلاطم، فلک بوس پہاڑوں کی چوٹیاں، بارش کے خوشگوار جھونکے، لعل و یاقوت کی چمک، خوش رنگ پھولوں کی عطر بیز مہک، تروتازہ پھلوں کی لذت آفرینی، انسانی دماغ کی ہر سوچ اور ہر ترقی غرضیکہ سبھی کچھ شامل ہے، اسی وجود باجود ﷺ کے دم قدم سے ہے جو کائنات کا محسنِ اعظم اور دنیا کا رہبرِ کامل ہے۔ سنو اور غور سے سنو! کہ جو کچھ دنیا نے خدائے رحمان کی رحمانیت کے جلوے دیکھے، دیکھ رہی ہے اور قیامت تک مشاہدہ کرتی چلی جائے گی یہ سب کچھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل ہیں۔

قارئین کرام! کسی بھی مذہب کی سچائی کا سب سے بڑا معیار وہ تصور باری تعالیٰ ہے جو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تمام اہلِ مذاہب نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کے بارے میں مختلف قسم کے شکوک و شبہات میں مبتلا تھے بلکہ شرک و الحاد کی بے شمار آلائشوں میں بھی گرفتار ہو چکے تھے۔ یہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی احسان ہے کہ آپ ﷺ نے خدائے قادر و توانا کی خالص اور چمکتی ہوئی توحید سے دنیا کو روشناس کیا اور شرک فی التوحید کو ایک نا قابل معافی گناہ عظیم قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک توحید باری تعالیٰ کی ایسے رنگ میں منادی فرمائی کہ عرفانِ الٰہی کا سورج چڑھا دیا۔ نوعِ انسان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم احسان یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو ایک ایسی کامل، دائمی اور عالمگیر شریعت عطا فرمائی جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ اور فطرتِ انسانی کی ہر شاخ کی نشوونما کے لئے اپنے اندر اعلیٰ درجہ کی روحانی، اخلاقی اور معاشرتی تعلیم رکھتی ہے اور جس میں قیامت تک کے لئے انسان کی ہر ضرورت کی تکمیل کا سامان موجود ہے۔ آپ ﷺ چونکہ تمام دنیا کے لئے رحمت بن کر آئے تھے اس لئے آپ نے حقیقی امن اور سلامتی کی فضا قائم کرنے کے لئے ایسے سنہری اصول بیان فرمائے کہ اگر دنیا آج بھی انہیں صحیح طور سے اختیار کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا میں پائی جانے والی موجودہ بے چینی اور بدامنی کا مداوا نہ ہو سکے۔

قارئین کرام! بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل نہ صرف ملک عرب میں بلکہ ساری دنیا میں صنفِ نازک کے حقوق اور جذبات کو انتہائی بیدردی کے ساتھ پامال کیا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جنسِ لطیف کے لئے بھی محسنِ اعظم بن کر آئے۔ آپ ﷺ نے عورت کے حقوق ایسے رنگ میں قائم کئے کہ صرف اس دور کی عورت کو ہی نہیں بلکہ ہر زمانے کی عورت کو وہ بلند مقام حاصل ہوا جس کا تصور آج کی مہذب دنیا بھی نہیں کر سکتی۔ آپ ﷺ نے تعلق باللہ اور تعلق بالعباد کی انتہاء تک پہنچنے کے لئے جو راستہ بھی بتایا اس پر مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کے شانہ بشانہ چلنے کی ہدایت فرمائی اور وہ عورت جو پہلے اپنے شوہر کو بھی مشورہ

نہیں دے سکتی تھی آپ ﷺ نے اسے اہم قومی معاملات میں بھی مشورہ دینے کا حق عطا فرمایا اور یوں صنفِ نازک کو معاشرے میں وہ عظمت بخشی جس نے اس طبقہ بے نوا کو پستیوں سے اٹھا کر بلندیوں تک پہنچا دیا۔

انسان کے زمرۂ اخلاق میں سب سے زیادہ کم یاب چیز دشمنوں پر رحم اور ان سے عفو کا سلوک ہے مگر حاملِ وحیٔ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ چیز بھی فراواں تھی۔ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ فتحِ مکہ سے قبل مکی اور پھر مدنی زندگی میں ایسے کئی مواقع پیش آئے جب آپ ﷺ چاہتے تو اپنی جان کے پیاسے دشمنوں سے بآسانی بدلہ لے سکتے تھے۔ چنانچہ فتحِ مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں سے عفو اور درگزر کا جس شان سے مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس موقع پر وہ تمام لوگ آپ کے سامنے بے دست و پا کھڑے تھے جنہوں نے مسلسل اکیس سال آپ ﷺ اور آپکے صحابہؓ کو ناقابلِ برداشت اذیتیں پہنچائیں تھیں۔ آپ ﷺ چاہتے تو ان سب سے ایک ایک اذیت کا حساب لے سکتے تھے۔ مگر قربان جایئے اس محسنِ اعظم ﷺ پر جس نے یہ کہکر ان سب کو معاف کر دیا کہ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ تم پر کوئی سرزنش نہیں، جاؤ! تم آزاد ہو۔ عفو کے اس اعلان میں ابوسفیان بھی شامل تھا جو ہمیشہ ہی آپ ﷺ کے دین کو نیست و نابود کر دینے کے درپے رہا۔ وہ درندہ صفت وحشی بھی تھا جس نے جنگِ اُحد میں آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی تھی جس نے حضرت حمزہؓ کی لاش کا مثلہ کیا تھا۔ بدترین دشمنِ اسلام ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بھی تھا جس نے اپنے باپ کی طرح ہمیشہ آپ ﷺ کی مخالفت کی تھی۔ ہبار بن الاسود بھی تھا جو آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کی شہادت کا ذمہ وار تھا۔ رئیس الکفار صفوان بن الامیہ بھی تھا جو آپ ﷺ کی دشمنی میں ہمیشہ پیش پیش رہا۔ بدزبان اور ہجوگو شاعر کعب بن زبیر بھی تھا جو اپنے منظوم کلام کے ذریعہ قریش مکہ کو ہمیشہ آپ ﷺ کے خلاف برانگیختہ کیا کرتا تھا اور کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ بھی تھا جس نے ہجرت سے قبل آپ ﷺ کو خانہ کعبہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی تھی۔ کیا ایسے بدترین اور جانی دشمنوں کے تئیں اس درجہ لطف و احسان کی مثال کہیں مل سکتی ہے؟؟؟ نہیں ہرگز نہیں

قارئین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا کے تقریباً ہر مہذب ملک میں مفتوح اقوام کے قیدیوں کو غلام بنانے کا رواج عام تھا اور وہ لوگ جو بدقسمتی سے ایک دفعہ غلام بن جاتے تھے ہر قسم کے سماجی حقوق سے محروم کر دیئے جاتے تھے۔ وہ نسلاً بعد نسلٍ غلام ہی رہتے۔ بازاروں میں جنس اور غلّے کی طرح فروخت کئے جاتے اور بلاچون و چرا اپنے آقاؤں کی ذلت آمیز سختیاں برداشت کرنے پر مجبور ہوتے، دنیا خاموش تماشائی بن کر ان کی مظلومیت کا نظارہ کرتی مگر وائے حسرت کہ کوئی بھی ان کا حامی و مددگار نہ تھا۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ایک اہم ترین مقصد چونکہ مظلوموں کی حمایت اور شرفِ انسانی کا قیام بھی تھا اس لئے آپ ﷺ نے اس مظلوم و بےکس طبقہ کی اصلاح اور آزادی کا بیڑا اٹھایا اور فرمایا کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی ان کو بھی پہناؤ۔ اور تو اور مرض الموت کے وقت بھی آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہی الفاظ جاری تھے کہ اَلصَّلٰوۃَ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (ابن ماجه ابواب الوصية) یعنی اے مسلمانو! میرے بعد نماز کی پابندی کرنا اور اپنے غلاموں سے حُسنِ سلوک کرنا۔

قارئین کرام! تاریخ اس حقیقت پر شاہد ناطق ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دشمنوں سے جتنی بھی جنگیں لڑنا پڑیں وہ ارشادِ قرآنی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِأَنَّھُمْ ظُلِمُوْا کے مطابق انتہائی مجبوری اور مظلومیت کی حالت میں لڑی گئیں اور وہ بھی دشمن کو زیر کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف اور صرف اپنا دفاع کرنے کے لئے۔ ورنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ مطہر تو اپنوں بیگانوں حتی کہ خون کے پیاسوں کے لئے رحمت وشفقت کا خزانہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی آپ ﷺ ایسے کسی غزوہ کے لئے صحابہؓ کو روانہ کرتے تو انہیں نصیحت فرماتے کہ "دشمن سے مقابلہ ہونے کی صورت میں اصلاح اور احسان کے پہلو کو ہمیشہ مدّ نظر رکھنا کیونکہ خدا احسان کرنے والوں کو ہی دوست رکھتا ہے۔" (ابوداؤد کتاب الجہاد)

اس فوج کشی کا مقصد اگر دشمن کو ذلیل اور رسوا کرنا مدّ نظر ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ آپ ﷺ اسیران جنگ کو بغیر کسی معاوضہ اور شرط کے رہا فرمادیتے۔ مگر تاریخ ہمیں یہ بتا رہی ہے کہ:

جنگِ بدؔر کے 72 قیدیوں میں سے 70 کو زرِفدیہ لیکر آزاد کردیا گیا۔

غزوۂ بنومصطلؔق کے 100 سے زیادہ قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے رہا کردیا گیا۔

حدیبیؔہ کے موقعہ پر کوہِ تنعیم کے 80 حملہ آور گرفتار ہوئے اور سب کے سب بغیر کسی شرط یا جرمانہ کے چھوڑ دیئے گئے۔

جنگِ حنیؔن کے 6000 قیدیوں کو بھی بطورِ احسان آزادی عطا کی گئی۔

سریہؔ عُیینہ بن حصیؔن میں قبیلہ بنوتمیم کے 62 اسیر مدینہ لائے گئے اور سب کے سب رہا کردیئے گئے۔

سریہؔ حموؔم میں قبیلہ مزینہ کے دو افراد قید ہوئے اور آزاد کر دیئے گئے۔

پھر اسیرانِ جنگ کی بلاشرط و بلا معاوضہ رہائی ہی کے تسلسل میں ہی وہ عدیم المثال واقعہ بھی رونما ہوا جس کی غیر معمولی اہمیت کو ذہنوں میں ہمیشہ مستحضر رکھنے کے لئے جماعت احمدیہ کے دوسرے امام نے ہجری شمسی تقویم میں ماہِ جون کا نام احسان رکھا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جنگِ تبوک کے بعد یمن کے بعض قبائل نے سرکشی اختیار کی اور ملک میں فساد پھیلانا چاہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لئے حضرت علیؓ کو 300 سواروں کے ساتھ یمن بھجوایا و رروانگی سے پہلے انہیں نصیحت فرمائی کہ "جب تم وہاں پہنچو تو جب تک تم پر کوئی حملہ نہ کرے تم لڑائی نہ کرنا۔" (ابن سعد۔ مغازی 122)

عدی بن حاتم طائی جو قبیلہ طے کا سردار تھا تابِ مقابلہ نہ لاکر شاؔم کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت علیؓ قبیلہ کے دوسرے افراد کو گرفتار کرکے مدینہ لائے، جنمیں حاتم طائی کی بیٹی سفانہ بھی تھی۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں علم ہوا تو آپ ﷺ نے محض اس کے باپ حاتم طائی کی سخاوت اور غریب پروری کی قدر کرتے ہوئے اس کی رہائی کا ارشاد صادر فرمایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جذبۂ احسان کو دیکھ کر فیاض باپ کی بیٹی نے عرض کیا کہ اگر میرے قبیلہ کے دوسرے تمام افراد غلام بنا کے رکھے جائیں گے تو مجھے بھی اس غلامی میں رہنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ لطف وکرم پورے قبیلہ کو آزاد کردیا۔ آخر میں سفانہ نے اپنے بھائی عدی کے حق میں بھی امان کی سفارش کی اور حضور ﷺ نے

اس کی سفارش کو بھی منظور فرمالیا۔

قارئین کرام! تاریخ کے سینے میں محفوظ یہ تمام ایمان افروز واقعات اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں نبوت و رسالت کے تمام کمالات کے جامع ہونے کی وجہ سے خاتم النبیین تھے وہاں حسن اور احسان کے زمرہ میں آنے والے تمام انسانی فضائل و کمالات کے جامع ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ خاتم المحسنین بھی تھے۔ بلاشک احسان کا وصف آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر ختم ہے۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر محسن نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔

اب سوال یہ ہیکہ کیا محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے دلپذیر واقعات، سیرت کی کتابوں سے پڑھنے اور سنانے کی حد تک رہ گئے ہیں یا آپ ﷺ کے سچے اور کامل متبعین بھی آپ ﷺ کے حسن و احسان کے رنگ میں رنگین ہوکر، حال کے طور پر نہ کہ صرف قال کے طور پر، آپ ﷺ کے روحانی کمالات اور احسانات کا پرتو بن کر دنیا میں ظاہر ہو سکتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں! یقیناً ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے بزرگ و برتر نے فیض رسانی کی وہ قوت بخشی ہے کہ آپ ﷺ کے کامل متبعین آپ ﷺ کے حسن و احسان کے نظیر بن کر دنیا کو آپ ﷺ کے حسن و احسان کی نیرنگیوں سے روشناس کرا سکتے ہیں۔ پر شرطِ اعظم اس منصب کے لئے یہی ہے کہ اس کی روح اپنے آقا و مطاع ﷺ کی محبت میں سرشار ہوکر آپ ﷺ کی حسن و احسان میں ڈھل جائے اور تمام روحانی کمالات و احسانات کے انعکاس کے لئے ایک مصفّٰے شیشے کی طرح ہو جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(جاری)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی وجد آفریں تلاوت اور یورپین سٹاف

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت پراثر آواز اور خوش الحانی عطا فرمائی تھی۔ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو سننے والوں پر ایک محویت طاری ہو جاتی۔

حضرت حافظ محمد حیات صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس حافظ آباد راوی ہیں کہ:

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ ریلوے سٹیشن لاہور پر گاڑی میں تشریف رکھتے تھے۔ خدام کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ موجود تھے۔ ایک بڈھا سفید ریش آیا اور حضور کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا کہ مرزا صاحب اپنے مولوی کو حکم دیں کہ قرآن کا ایک رکوع سنا دے۔ حاضرین بڈھے کی تائید میں ہو گئے۔ دوستو! اب خیال کرنے کا وقت ہے کہ خدا کے مامور سے یہ بات کہی جاتی ہے۔ لاہور کا اسٹیشن ہے۔ ہوا چاروں طرف اور خوشنما منظر ہو۔ حضرت صاحب کا اشارہ تھا کہ مولوی صاحب نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔ بابوؤں نے قلمیں رکھ دیں۔ یورپین سٹاف بت بنا کھڑا تھا۔(الحکم ۲۸/جون ۱۹۳۵ء، صفحہ ۷، کالم ۲)

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق

از مکرم ڈاکٹر سلطان احمد شاہد بادی گانوں

زندگی کا یہ سلسلہ اس زمین پر ہزاروں سالوں سے جاری ہے۔لوگ آتے ہیں اس طرح ہر وقت یہاں ایک میلہ لگا رہتا ہے۔دنیا کی اس بھیڑ میں ہر کوئی اپنی دھن میں مگن کسی نا معلوم سی منزل کی طرف تنہا محو سفر ہے ہر کسی کو جیسے تلاش ہے کسی کھوئی ہوئی منزل کی۔ دنیا جہاں اس منزل کو پانے کے لئے سرگردان ہے غور لیں دیکھا جائے تو یہ زندگی ایک درد ہے تبھی تو اس کاروان زندگی میں جب کوئی شامل ہوتا ہے تو وہ چیختا ضرور ہے۔اپنے نیچے سے دل میں ہزاروں ارمانوں کو لیکر پھر زندگی کا سفر آہستہ آہستہ کٹتا رہتا ہے اور ہزاروں آرزوئیں تشنہ رہ جاتی ہیں۔کسی منزل کو تلاشنے کی آرزو میں انسان کی ہستی مٹ جاتی ہے۔اسی جستجو اور کشمکش میں تھک ہار کر بالآخر ہر کوئی جیسے ایک دھند میں ہمیشہ کے لئے کھو جاتا ہے۔بقول شاعر

زندگی اک قرض ہے پھر اصل کیا ہے سود کیا ہے
ہر نفس سوچو تو یہ باقی بھی ہے بے باق بھی

کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ ہم ہر وقت ایک انجانی سی تڑپ کے گھیرے میں کیوں رہتے ہیں ۔ کیوں ہمیشہ ایک ایسی صبح کے طلب گار رہتے ہیں جو یہ تارکی حیات دور کر سکے۔ہماری فطرت میں کوئی بات رکھی گئی ہے کہ جب ہم کوئی اچھا کام کرتے ہیں کسی مجبور اور مظلوم شخص کے کام آتے ہیں تو روح کو سکون سا محسوس ہوتا ہے۔کسی خوبصورت چیز کو دیکھیں تو ہمارے دل و دماغ میں ایک خوشگوار احساس جاگ اٹھتا ہے۔کبھی آپ نے سوچا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ہمارے رب نے جب ہمیں بنایا تو کچھ نہ کچھ اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ہمارا رب ہر کسی کا یار و مددگار ہے جس کسی کا کوئی نہیں اس کا وہی ہے۔وہ بے کسوں کا سہارا ہے۔وہ نہایت خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔کوئی نیک کام کر کے یہ جو دل مطمئن ہوتا ہے اور خوبصورت چیز کو دیکھ کر روح کو جو تسکین سی ہوتی ہے دراصل وہ اس لئے ہے کہ اس وقت ہم سے صفت ربوبیت کا اظہار ہوتا ہے۔ ہماری فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ ہم اپنے رب کو پہچانیں۔ حقیقت میں یہی وہ تڑپ ہے جس کا احساس ہمیں ہر وقت رہتا ہے اور یہی تو وہ منزل جس کی ہمیں ہر وقت تلاش رہتی ہے۔جس نے بھی اس منزل کو پالیا سمجھو اس کی ساری حسرتیں نکل گئیں۔کیونکہ اس کا رب اس سے راضی ہوں۔اللہ کے بندے اس شخص سے راضی ہونگے کو دکھ درد میں ان کے کام آتا ہو۔ سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے انسانوں کی سب سے زیادہ خدمت کی اور جس نے کبھی یہ نہ سوچا کہ دنیا نے اس کو کیا دیا بلکہ یہ فکر کی دنیا کو اس نے کیا دیا۔ ایک قلم کا اور شاعر Southy گذرا ہے۔صرف انیس 19 سال کی عمر میں اس نے اپنی ڈائری میں یہ نوٹ لکھا تھا

"Nineteen Years! Certainly aone fourth part of my life! Yet I have been of no service to society. The clown

who seares crows for two pence a day is a more useful man; he preserves the beard which a eat in idleness."

یعنی انیس سال! یقیناً میری عمر کا چوتھائی حصہ! ابھی تک مجھ سے اپنے سماج کی کوئی خدمت نہیں ہو سکی ہے مجھ سے بہتر وہ اجڑ گنوار مسخرہ ہے چندہ سکوں کے عوض جانوروں کو کھیتوں سے دور رکھتا ہے اور اس روٹی کی حفاظت کرتا ہے جس کو میں بے کاری میں کھاتا ہوں۔"

سچ سچ دنیا میں آ کے اگر ہم ایک دوسرے کے کام نہ آئیں ایک دوسرے کا دکھ درد نہ بانٹ لیں تو ہم سے یقیناً بہتر ہے وہ بے جان پتلا جس سے ہم فصلوں کی حفاظت کے لئے کھیتوں میں گاڑھ دیتے ہیں۔ اور وہ کام کرتا ہے جو ہم سے نہیں ہو سکتا ہے۔

ہم میں سے ہر ایک کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم اس رب کی تخلیق ہیں جو سب سے زیادہ اور خوب جاننے والا ہے۔ یونہی تو نہیں بنایا ہوگا اس نے ہمیں؛ ہمارے جانو مال ہماری عزت کی حفاظت ہمارے رب کے سوا دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ ہم اللہ کے بندے ہیں اسلئے ہمیں بھی چاہئے کہ اسی طرح ایک دوسے کے جان و مال اور عزت کی حفاظت کیا کریں۔ یہ زندگی اگر دور ہے تو ہم اس سے دوا کا کام لیں نہ صرف اپنے لئے بلکہ اوروں کے لئے بھی۔ ہم اگر خود پریشان ہوں تو دوسروں کی پریشانی دور کرنے سے ہماری اپنی پریشانی دور ہو جائگی اگر ہم خود نے سہارا ہوں تو دوسروں کا سہارا بن کے تو دیکھیں کہ کسطرح ہم کو اپنے آپ ہی سہارا مل جائیگا۔ اگر ہم خود بے چین ہوں تو دوسروں کی اداسی دور کرنے سے ہمیں چین نصیب ہوگا۔ درد دل کے واسطے ہی پیدا کیا انسان کو انسان اپنے آپ کو خود ایک دائرے میں محدود کر کے رکھ دیتا ہے وہ جو کہتے ہیں تا کہ ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام۔ بالکل سچ ہے انسان اپنی غلطیوں سے اپنا قافیہ حیات اپنے لئے خود تنگ کرتا ہے۔ مثال کے طور پر راز کی باتیں دوسروں کے سامنے کھول دیتا ہے اور یوں زندگی بھر اپنے آپ کو غلام بنا کے رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کی پردہ پوشی پسند فرماتا ہے۔ اگر کبھی غلطی کا ارتکاب ہو بھی جائے تو بندے کے درمیان یہ کیسے پردے حائل ہیں براہ راست اپنے رب کے سامنے اعتراف ہونا چاہئے اور اسی سے معافی کا طلب گار ہونا چاہئے۔ اپنی پریشانیاں اپنے دکھ درد دوسروں کو سنانے سے کیا فائدہ۔ کون ہے جو اپنے رب جیسا سننے والا ہے کون ہے جو اپنے رب جیسی پردہ پوشی کرنے والا ہے۔ اپنے رب کے سوا کسی کے پاس اپنے زخموں کی مرہم ہے۔ انسان خود اپنے آپ کو ذلیل کر کے رکھ دیتا ہے۔ یہاں پر افلاطون کی یہ بات قابل توجہ ہے کلام کی کثرت میں کچھ نہ کچھ نقصان ضرور ہوتا ہے انسان کو ہمیشہ اپنے ہم جنس سے نقصان پہنچتا ہے۔ جو شخص راستے کے خطرے سے واقف ہے پھر بھی اس راستے میں قدم رکھے تو آخر کار نقصان اٹھاتا ہے۔ ہمیشہ ایسے فائدے سے درگزر کرو جو دوسرں کے لئے نقصان کا باعث ہے۔

ہم دن میں کیوں ایسا کام کیا کریں جس سے راتوں کی نیند اڑ جائے اور رات کوئی ایسا کام کیوں کریں جس سے دن میں سر جھکائے رہنا پڑے۔ ہمارا کیا بگڑ جائیگا اگر ہم ہر ایک کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آئینگے۔ اور ہمیشہ میٹھی میٹھی باتیں کیا کریں۔ ہمارے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ یہ سچ ہے کہ انسان کمزوریوں اور مٹی کا بنا ہوا ایک پتلا ہے لیکن حیرت اس انسان کے لئے جو انسان ہو کے انسانوں کی مجبوری بے بسی اور لاچاری کو نہیں سمجھتا۔ کسی مجبوری لاچاری اور غریبی کا غلط فائدہ اٹھاتا ہے اور جس تھالی میں کھاتا ہے اس میں چھید کرتا ہے۔ کیسی ذلیل ہے وہ عورت جس کے قدموں میں اس کا شوہر اپنے خون پسینے کی کمائی لا کر رکھ دیتا ہے اور اس کو اپنے من کی گہرائیوں سے چاہتا ہے لیکن وہ عورت اس کے عزت و آبرو اور گھر کے تقدس کو پامال کر دیتی ہے۔ رسوا ہے وہ مرد جو اپنی بیوی کے حقوق اچھی طرح ادا نہیں کرتا

ہر وقت اس کو جھڑ کتا رہتا ہے وہ عورت جو اپنے ماں باپ کے گھر کے لاڈ پیار کو چھوڑ کر اپنا تن من دھن ایک اجنبی کو سونپ دیتی ہے ۔ حسرت ہے ان والدین پر جو اپنے بچوں پر رحم نہیں کرتے ۔ اوران کے لئے سر جھکا کر چلنے کا باعث بنتے ہیں ۔ بد بخت ہے وہ اولاد جو اپنے ماں باپ کے لئے بے عزتی اور بد نامی کا سبب بنتے ہیں ۔ نافہم ہے وہ انسان جو وقت اور اپنے ضمیر کی آواز کو نہیں سنتا ۔ کبھی کبھی ایسا لگتا ہے یہ وقت ٹھہر کر واپس بلاتا ہے کہ صحیح کیا ہے غلط کیا ہے ۔ جس نے اس پکار کی طرف دھیان دیا اور اپنے آپ کو وقت پر سنبھالا وہ کامیاب ہو گیا ۔ جس نے اس کی سنی ان سنی کر دی وہ ناکام و نامراد ہو گیا ۔ جب وقت گزر جاتا ہے تو ہم ہزار راہیں بھی مڑ کر دیکھیں تو کوئی صدا نہیں آئیگی ۔ اور ہم اپنے آپ کو حالات کے اس بھنور میں پھنستا ہوا دیکھینگے جہاں ہمیں لگے گا کہ ماضی نے ہمیں صرف دھوکا دیا ہے ۔ حال ہمارے لئے موجب ازیت ہے اور مستقبل خوفناک ۔ اس لئے ایک انسان کو سنبھل کر چلنا چاہئے ۔ اپنے مقصد حیات پر غور کرنا چاہئے بے قدری سے بچنے کے لئے وقت اور لوگوں کی قدر کر لینی چاہئے ۔ سنت نبوی کے مطابق جو دعا ہم گھر سے نکلتے وقت کرتے ہیں اس پر اگر ہم غور کرینگے تو سارا فلسفہ سمجھ میں آجائیگا ۔ ہم یہ دعا کرتے ہیں:

بسم اللہ توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، اللھم انی اعوذ بک ان اضل اواضل اواظلم اواظلم اواجھل اویجھل علی ۔

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ باہر جاتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچنے کی اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے ۔ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں یا ظلم کروں یا ظلم یا جاؤں یا جہالت کروں یا کوئی مجھ پر جہالت کرے ۔

یہ دعا ضرور یاد کر لینی چاہئے اور یہ عادت ڈالنی چاہئے یہ صبح گھر سے نکلتے وقت یہ دعا کرنی چاہئے ۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اس کے بہت سے فائدے ہیں ۔ یہ نہ صرف ایک دعا کرنی چاہئے ۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اس کے بہت سے فائدے ہیں ۔ یہ نہ صرف ایک جامع دعا ہے بلکہ ہمارے لئے ایک بہترین لائحہ عمل بھی ہے ۔ دیکھا جائے تو ہمارے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات بھی ہے ۔ یہ دعا ہمیں سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اسی کی مطابق دنیا میں سارے کام ہوتے ہیں ۔ اس کے سوا ہمارے جان و مال اور ہماری عزت کی حفاظت کرنے والی دنیا کی کوئی طاقت نہیں اسلئے ہمیں اللہ پر بھروسہ رکھ کر توکل کرنا چاہئے ۔ ہر کسی کے ساتھ اچھا سلوک کریں ہمارے ساتھ بھی اچھا سلوک ہوگا ۔ اس طرح ہمارا ہر دن ہر مہینہ ہر سال یہاں تک کہ ساری عمر سلیقے سے اور خوش اسلوبی سے گزر جائیگی ۔ اور ہم سے ہمارا رب خوش ہو جائیگا ۔ اور ہمیں اپنی منزل مل جائیگی ۔ خصوصاً آج کے دور میں اس دعا کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے ۔ دنیا اس وقت بدامنی اور بے راہ روی اور بد چلنی کے دلدل میں پھنسی ہے اگر ہم اس دعا کو ہمیشہ کر لیا کریں اور اس کے مغز کو سمجھیں تو ہم عافیت کے حصار میں آجائینگے اور ہماری زندگی اس کنول کی طرح ہو جائیگی جو کیچڑ سے نہایت ہی پاک صاف اور بے داغ اگ آتا ہے اور اپنی خوبصورتی سے دیکھنے والوں کا دل موہ لیتا ہے !!!

ذات واحد

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو\
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے\
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہر گز\
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے\
خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے\
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے ؟\
اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا\
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے ؟\
(درثمین)

سیرت النبی ﷺ کا ایک درخشندہ باب

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ

(ترمذی)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک سفر میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ نے دوڑ میں مقابلہ کیا۔ حضرت عائشہ آگے بڑھ گئیں لیکن ایک اور موقعہ پر جب کہ وہ کچھ فربہ ہو گئی تھیں۔ پھر دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہؓ! اس مقابلہ کا بدلہ اتر گیا۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد فی السبق علی الرجل)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک یا غزوہ حنین سے واپس تشریف لائے اور حضرت عائشہؓ کے کمرہ کی الماری کے سامنے پردہ پڑا ہوا تھا۔ ہوا چلی تو پردہ ہٹا۔ وہاں حضرت عائشہ کی کچھ گڑیاں رکھی تھیں حضورؐ نے پوچھا اے عائشہؓ یہ کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔ یہ میری گڑیاں ہیں۔ ان گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا۔ جس کے کاغذ کے دو پر تھے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا یہ اس کے پر ہیں۔ حضورؐ نے کچھ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ گھوڑا اور پر؟ اس پر حضرت عائشہ نے معصومانہ انداز میں جواب دیا۔ کیا آپ نے نہیں سنا حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے پر تھے؟ حضور اس پر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

(ابوداؤد کتاب الادب فی اللعب بالبنات)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ عسفان سے واپسی کے وقت ہم آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے۔ حضورؐ کے پیچھے اونٹنی پر حضرت صفیہؓ بیٹھی تھیں اونٹنی کے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے دونوں گر پڑے۔ ابوطلحہؓ حضور کو سہارا دینے کے لئے لپکے حضورؐ نے فرمایا۔ عورت کا خیال کرو ابوطلحہ یہ سن کر منہ پر کپڑا ڈال کر حضرت صفیہؓ کے پاس آئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر ان دونوں کے لئے سواری کو درست کیا۔ حضورؐ اور حضرت صفیہؓ اس پر سوار ہو گئے۔

(بخاری کتاب الجہاد باب مایقول اذا رجع من الغزو)

ایک سفر میں حضرت عائشہ حضورؐ کے ہمرکاب تھیں۔ جس اونٹ پر سوار تھیں اس کو ہانکنے کی غرض سے مارنا شروع کیا۔ حضورؐ نے دیکھا تو فرمایا:

(ترجمہ) ''عائشہ نرمی اختیار کرو۔ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے خوبصورت کر دیتی ہے اور جس چیز میں سے اسے نکال لیا جائے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم کتاب البر و الصلة)

جب حدیبیہ کی صلح کے معاہدہ کے بعد حضورؐ نے قربانیاں ذبح کر دینے کا ارشاد فرمایا اور صحابہؓ مارے غم کے دیوانے تھے۔ سنی ان سنی ہوئی۔ حضور کو اس بات پر سخت قلق ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے خیمہ میں تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور آپ باہر تشریف لے جائیں کسی سے کچھ نہ کہیں اور اپنی قربانیاں ذبح فرمادیں اور حجام کو بلا کر اپنے سر کے بال منڈوا دیں۔ حضورؐ نے حضرت ام سلمہؓ کے مشورہ پر عمل کیا۔ صحابہ نے دیکھا تو سارے اٹھ کھڑے ہوئے۔ قربانیاں ذبح کر ڈالیں اور غم کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے اور غم کا اس قدر غلبہ تھا کہ راوی کہتے ہیں کہ قریب تھا کہ استرے ایک دوسرے کی گردنوں پر پھر جائیں۔

(بخاری کتاب الشروط)

حدیث میں آتا ہے کہ ایک حبشی عورت نے نذر مانی کہ اگر

حضور غزوہ سے بخیریت واپس تشریف لائے تو میں حضور کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ اس نے حضور سے اجازت طلب کی اور گانا شروع کیا حضور کے دوش مبارک پر حضرت عائشہؓ اپنی ٹھوڑی رکھ کر دیکھنے لگیں۔ حضورؐ بار بار حضرت عائشہؓ سے پوچھتے اَمَا شَبِعْتِ اَمَا شَبِعْتِ یعنی کیا تم سیر نہیں ہوئیں، کیا تم سیر نہیں ہوئیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں کہتی ابھی نہیں۔ اور میں اس لئے نفی میں جواب دیتی تھی تا کہ میں دیکھ سکوں کہ حضور میری کتنی دلداری فرماتے ہیں۔

(ترمذی ابواب المناقب عمرؓ)

من الظلمات الی النور

اس عنوان کے تحت قبول احمدیت کی دلچسپ اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل مضامین مقامی صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔ ساتھ اپنی تعارفی فوٹو بھی۔ (ایڈیٹر)

ھو الشافی ہومیو پیتھک کلینک قادیان

We Treat but Allah Cures

۱) ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R) 70432

۲) ڈاکٹر چوہدری عبد العزیز اختر Ph:(R) 70351

محلہ احمدیہ قادیان

143516 پنجاب

Ph:-(Clinic)
01872 - 72278

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of High Quality Leather, Silk & Cotton Garments, Indian Novelties & All Kinds of Indian Products :-

Contact Person :
M. S. Qureshi
Prop.
Ph. : 0091 - 11 - 3282643
Fax : 0091 - 11- 3263992

Postal Address :
4378/4B Ansari Road
Darya Ganj
New Delhi - 110002
India

یک ماہی تربیتی کلاسز اور سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کا شاندار انعقاد

[illegible] صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی شمولیت

رپورٹ مرتبہ: محترم تنویر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد

یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کو سالِ گذشتہ کی طرح امسال بھی پہلے سے اچھے انداز میں گرمائی تعطیلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خدام و اطفال کے لئے تربیتی کلاسز کے انعقاد کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

[illegible]

مکرم فرحت اللہ صاحب غوری کے تعاون سے پہلی مرتبہ نئے شہر حیدر آباد میں بھی مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کے مکان پر خدام واطفال کے لئے خصوصی تربیتی کیمپ کا اہتمام کیا گیا۔ جس کے انعقاد میں مکرم سید طفیل احمد صاحب شہباز مبلغ سلسلہ حیدر آباد کا خصوصی تعاون رہا۔ محترم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا نے دُعا کے ساتھ اِس کلاس کا آغاز کا فرمایا۔ یکم مئی کو محترم موصوف ہی کی صدارت میں اس کلاس کے اجراء کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔

یکم مئی سے ہی خدّام واطفال ملّے پلی گراؤنڈ میں صبح سات بجے ہی sports کے لئے پہنچ جاتے تھے۔ جن کی تعداد نئے شہر میں آباد خدّام واطفال کی مجموعی تعداد کی 70% ہوتی تھی۔ جبکہ مکرم مبشر احمد صاحب ناظم صحت جسمانی و مکرم انصار احمد صاحب غوری ناظم خدمت خلق اسپورٹس کے لئے کوچ مقرر کئے گئے جن کی سرکردگی میں سارے اسپورٹس کروائے گئے۔

صبح سات 7 تا نو 9 بجے مختلف کھیلوں کا اہتمام ہوتا تھا۔ اُسکے بعد نو 9 بجے سے بارہ 12 بجے تک علمی کلاسز کا انعقاد ہوتا تھا۔ جس میں خصوصی طور پر محترم سید طفیل احمد صاحب مبلّغ سلسلہ حیدر آباد تاریخ اسلام اور تاریخ احمدیت نیز ''اندازِ تقریر'' پر کلاس لیتے رہے تو دوسری جانب مکرم مولوی شمس الدین صاحب اردو کا خصوصی کلاس لیتے رہے۔ مکرم ولی اللہ صاحب شکیل بھی خدّام و اطفال کی عقائد احمدیت کے موضوع پر کلاس لیتے رہے۔ جبکہ مکرم مبشر احمد صاحب بعد کھیلوں کے احادیث اور نظمیں وغیرہ سکھانے کا کام حُسنِ خوبی سے کرتے رہے۔ یوں یکم مئی سے 12 مئی 2001ء تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ اِس دوران ہر روز بعد کلاس کے ریفریشمنٹ کا اہتمام ہوتا تھا۔ خدّام واطفال نے اس کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔

مؤرخہ 13رمئی 2001ء بروز اتوار بمقام مسجد احمدیہ فلک نما ٹھیک 9 بجے محترم امیر صاحب حیدر آباد کی دعا کے ساتھ پرانے شہر میں تربیتی کلاسز کا آغاز ہوا۔ محترم امیر صاحب حیدر آباد کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ جسمیں مکرم مبلغ صاحب اور مکرم امیر صاحب نے خدّام و اطفال کی تعلیم و تربیت پر زور دیتے ہوئے احباب جماعت کو اپنے بچوں اور دوسرے چھوٹے بچوں کو کلاسز میں حاضری کی اپیل کی۔ شہر حیدر آباد میں غریب بچوں اور دوسرے چھوٹے بچوں کی آمد و رفت کے لئے خصوصی طور پر تین آٹو رکشا کا انتظام کیا گیا۔ جسکی نگرانی مکرم نظیر احمد صاحب غوری کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 200 تا 220 خدّام واطفال

اس تربیتی کیمپ میں شامل ہوتے تھے۔ مکرم مبشر احمد صاحب اور مکرم انصار احمد صاحب غوری نے یہاں بھی کوچ کے فرائض سر انجام دیتے ہوئے روزانہ خدّام واطفال کی صبح 7:30 سے 9:30 بجے تک مختلف کھیلوں کا اہتمام کرتے رہے۔ بعد ازاں 9:45 سے ظہر کی نماز تک علمی کلاسز کا اہتمام ہوتا تھا جسکی نگرانی خاکسار مکرم مبلّغ صاحب کے تعاون سے کرتا رہا۔ کلاسز میں مکرم مبلّغ صاحب تاریخ اسلام تاریخ احمدیت اور ''انداز تقریر'' پر کلاسز لیتے رہے۔ تو دوسری جانب مکرم شمس الدین صاحب اردو اور مکرم حافظ عبد القیوم صاحب صابر قرآن وحدیث کی بنیادی تعلیم اور مکرم طاہر احمد صاحب غوری دینی معلومات پر مشتمل کلاس لیتے رہے۔ تمام خدّام واطفال کو چار حصوں میں تقسیم کر کے چار کلاسوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا منظم رنگ میں کلاسز کا اہتمام ہوتا تھا۔ انتہائی جوش وخروش کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے بعض احمدی دوستوں نے اپنے اپنے اخراجات پر روزانہ کھانے کا انتظام فرمایا۔ جسمیں سر فہرست مکرم اقبال احمد صاحب ضمیر ہیں جنہوں نے مکرم شکیل احمد صاحب ضمیر اور مکرم مزمّل احمد صاحب ضمیر کے ساتھ مل کر سارے تربیتی کیمپ کے ایّام میں کھانا پکانے کا انتظام بھی فرماتے رہے جیسا کہ پچھلے سال مکرم خلیل احمد صاحب ضمیر نے انتظام فرمایا تھا۔ اسی طرح مکرم امیر صاحب حیدرآباد، مکرم صوبائی امیر صاحب، مکرم حنیف احمد صاحب و برادران، مکرم سیٹھ سہیل احمد صاحب، مکرم انور احمد صاحب غوری، مکرم عارف احمد صاحب قریشی خصوصی مالی تعاون دینے میں سر فہرست ہیں جبکہ خود خاکسار کو بھی کافی مالی قربانی کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں دوسرے بہت سے مخلص افراد نے ہمیں ہر طریقے سے تعاون دیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد ان سب کی شکر گزار ہے۔ 24 رمئی تک کلاسز کا سلسلہ جاری رہا اور خیر وخوبی سے اپنے اختتام کو پہنچا۔

[illegible]

پہلے سے طے شدہ اعلان کے مطابق 26,25 اور 27 رمئی 2001ء کو سالانہ اجتماع مجلس خدّام الاحمدیہ حیدرآباد منعقد ہونا تھا، جس میں قبل ازیں ہی مکرم صدر صاحب مجلس خدّام الاحمدیہ بھارت کی خدمت میں شمولیت کی دعوت دی گئی تھی جسے موصوف نے قبول فرمایا۔

ورزشی مقابلہ جات

یکم مئی سے کھیلوں کا جو سلسلہ چل رہا تھا 25 اور 26 کو اسکے فائنل کھلائے گئے۔ جسمیں کرکٹ، کبڈی، دوڑ 100 میٹر میوزیکل چیئر قابل ذکر ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئے شہر اور پرانے شہر حیدرآباد سے کثیر تعداد میں خدام واطفال نے اس مقابلہ میں حصہ لیا۔ تمام کھیلوں کی نگرانی مکرم مبشر احمد صاحب اور مکرم انصار احمد صاحب غوری نے انتہائی جانفشانی سے فرمائی۔

علمی مقابلہ جات

خدام واطفال کے علمی مقابلہ جات انصار بزرگان کے تعاون سے بعد نماز جمعہ مورخہ 25 رمئی کو شروع کر دیئے گئے۔ چونکہ تربیتی کلاسز کے معاً بعد سالانہ اجتماع کا اہتمام تھا لہٰذا افتتاحی تقریب آخری یوم کے پہلے اجلاس میں رکھ دی گئی تھی۔ لہٰذا 25,26 رمئی کو خدام واطفال کے درمیان حُسنِ قرأۃ، نظم، تقریر، پیغام رسانی اور کوئز کے مقابلہ کروائے گئے۔ جس میں کثیر تعداد میں خدام واطفال نے حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقابلہ جات دلچسپ ہوئے۔ افتتاحی اجلاس کا اہتمام آخری یوم رکھا گیا۔ پہلے دو یوم کے مقابلہ جات مسجد احمدیہ فلک نما میں ہوئے۔

افتتاحی اجلاس

مسجد احمدیہ مومن منزل کے صحن میں اجتماع گاہ کو انتہائی خوشنما

انداز میں سجایا گیا تھا۔ کئی دیدہ زیب بینر اجتماع گاہ میں آویزاں کئے گئے تھے۔ اسٹیج کے پسِ منظر میں ایک بہت بڑا خوشنما بینر لگایا گیا تھا۔ اجتماع کے تعلق سے مختلف ڈیوٹیاں باقاعدہ خدام واطفال میں تقسیم کی گئی تھیں: شعبہ استقبال، شعبہ بجلی، شعبہ آب رسانی، شعبہ پارکنگ، شعبہ تیاری طعام، شعبہ نظم وضبط اور شعبہ تیاری اجتماع گاہ قائم کر کے سبھی شعبہ جات کا ایک انچارج اور معاونین مقرر کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام خدام و اطفال نے اپنی اپنی ڈیوٹیاں بحسنِ خوبی نبھائی۔ اراکین انصار کو بھی اِس اجتماع میں دعوت دی گئی تھی۔

مؤرخہ 27رمئی بروز اتوار ٹھیک 10 بجے بمقام مسجد احمدیہ مومن منزل زیرِ صدارت مکرم سعید احمد صاحب انصاری امیر حیدرآباد افتتاحی اجلاس منعقد ہوا جسکے مہمان خصوصی کے طور پر مکرم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اسٹیج پر تشریف فرما تھے۔ افتتاحی اجلاس کا آغاز مکرم نصیر احمد صاحب فلک نما کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدازاں مکرم صدر صاحب موصوف نے خدام الاحمدیہ کا عہد دوہرایا۔ اُن کے بعد خاکسار نے اطفال الاحمدیہ کا عہد دوہرایا۔ عہد کے بعد مکرم مبشر احمد صاحب کی ایک نظم ہوئی۔ اُسکے بعد مکرم طاہر احمد صاحب غوری نے خدام کے ساتھ ملکر ''خدام احمدیت'' ترانہ پیش کیا۔ بعدازاں مکرم مبشر احمد نے بڑے مؤثر انداز میں مختصر و جامع رپورٹ مجلس خدام الاحمدیہ کی کارکردگی کے بارے میں احباب جماعت کی خدمت میں پیش کی اور مکرم امیر حیدرآباد کی صدارتی تقریر کے بعد یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

افتتاحی اجلاس کے بعد 'مقابلہ تقریر' خدام گروپ 'A' اور اطفال گروپ 'B' شروع ہوا۔ جسکی صدارت بالترتیب مکرم سید جہانگیر علی صاحب سابق امیر حیدرآباد اور مکرم رحمت اللہ صاحب غوری ناظم صوبائی انصار اللہ نے فرمائی۔

اختتامی اجلاس

مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کے سالانہ اجتماع کا اختتامی اجلاس زیرِ صدارت مکرم محمد نسیم خان صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منعقد ہوا۔ جبکہ مہمانانِ خصوصی کے طور پر مکرم صوبائی امیر صاحب آندھرا، مکرم امیر صاحب حیدرآباد، مکرم امیر صاحب سکندرآباد، مکرم صوبائی قائد صاحب آندھرا، مکرم شعیب احمد صاحب مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مکرم حافظ صالح محمد صاحب الہ دین اور مکرم مؤرخورشید صاحب IPS کو مدعو کیا گیا تھا۔ جلسے کا آغاز مکرم حافظ و قاری عبد القیوم صاحب صابر کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم صدر صاحب موصوف نے خدام الاحمدیہ کا عہد دوہرایا تو خاکسار نے اطفال الاحمدیہ کا عہد دوہرایا۔ بعد ازاں مکرم شجاعت حسین صاحب نے انتہائی پیاری آواز میں نظم پیش کی۔ اسکے بعد اجتماع سالانہ کے آخری دن 27رمئی ہونے کے باعث مکرم مبلغ صاحب نے 'سب برکتیں خلافت سے وابستہ ہیں' کے موضوع پر مدلل تقریر فرمائی۔ اُسکے بعد تقسیم انعامات کو دور چلا۔ تربیتی کلاسز میں حاضر ہونے والے طلباء کو انعام خصوصی بھی دیئے گئے۔ سالانہ اجتماع میں تقریباً 500 افراد حاضر تھے۔ آخر میں مکرم صدر صاحب موصوف نے انتہائی مؤثر انداز میں خدام واطفال سے محنت، لگن اور اتحاد کے ساتھ کام کرنے کی اپیل کی۔ آخر میں مکرم امیر صاحب حیدرآباد نے سبھی حاضرین، مہمانان کرام اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا اور اسی طرح تقریباً 6 بجے شام یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہمارے لئے باعثِ برکت فرمائے اور مجالس میں غیر معمولی بیداری کا موجب ہو۔ امین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بچوں کے صفحات

M.T.A کی اردو کلاس سے استفادہ
نفس پر فتح

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

''وہ کہانی ایسی ہے جس میں حضرت مسیح موعود کا ایک معجزہ بھی ہے۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ گوجرانوالہ میں ایک بہت ہی مخلص صحابی ہوا کرتے تھے۔ جو منشی صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ منشی صاحب ایک دفعہ قادیان آئے تو اپنے ایک دوست جو وکیل تھے ان کو بھی ساتھ لے آئے وکیل صاحب شراب کے بہت رسیا تھے۔ اتنے عادی تھے کہ ان کا بیان تھا کہ جو مرضی ہو جائے یہ مجھ سے نہیں چھوٹ سکتی۔

بڑے پیروں فقیروں کے پاس گئے علاج کرنے والوں کے پاس گئے مگر شراب چھوٹ نہ سکی۔ پھر وہ ان کو حضرت خلیفہ اولؓ سے ملوانے کے لئے لے کے آئے اس خیال سے کہ حضرت خلیفہ اولؓ کو بتادیں گے اور وہ اپنے درس میں شراب کے نقائص اور حرمت کے متعلق ساری باتیں بیان کریں گے۔

حضرت خلیفہ اولؓ نے طب کے لحاظ سے بھی اور قرآن وحدیث کے حوالے سے جو بھی کچھ اس میں برائیاں تھیں ساری بیان کردیں۔ باہر نکلنے پر منشی صاحب نے پوچھا سنائیں جی۔ کیسی رہی اس نے کہا ایسی تفسیر میں نے کبھی نہیں سنی۔ لیکن شراب نہیں چھوٹ سکتی۔ وہ اپنی جگہ ہے۔ انہوں نے کہا اچھا چلو حضرت مسیح موعودؑ باغ میں ٹھہرے ہوئے تھے حضرت کو بتایا نہیں گیا کہ اس شخص کو شراب کی عادت ہے جو چھوٹتی نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک تذکرہ شروع کردیا اور تذکرہ بہت مزے کا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

ایک بادشاہ تھا اس کو مٹی کھانے کی بہت عادت تھی اس کے جو وزیر اور مصاحب تھے انہوں نے جب دیکھا کہ بادشاہ مٹی کھاتا ہے انہوں نے مٹی کی بہت تعریف کی۔ انہوں نے کہا مٹی سے بہتر اور کیا چیز ہوسکتی ہے۔ ہم سب مٹی کے بنے ہوئے ہیں مٹی سے پودے اگتے ہیں ان سے ہماری غذا پیدا ہوتی ہے مٹی کی تعریف میں انہوں نے پل باندھ دیئے اور کہا آخر ہم نے مٹی ہی میں جانا ہے غرض یہ کہ بہت ہی تعریفیں کیں۔ بادشاہ اور بھی پکا ہوگیا۔ کہ واقعی مٹی سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔

فرمایا: جو بچے مٹی کھاتے ہیں ان کے جگر تباہ ہو جاتے ہیں آہستہ آہستہ جگر پہ مٹی بیٹھ جاتی ہے۔ اور اس کو کینسر کردیتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ رنگ پیلا پڑ جاتا ہے بھوک ختم، معدہ تباہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا انسان کا......... بہت ہی خطرناک بیماری بن جاتی ہے۔

بادشاہ سلامت کو وہ بیماریاں لگ گئیں بادشاہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا مٹی تو بری خطرناک نکلی ہے۔ مجھے تو لے بیٹھی تو مصاحبین نے کہا کہ یہ تو ایسی خبیث چیز ہے دیکھو ہمارے پاؤں اس پر پڑتے ہیں اس کو ہم پاؤں تلے روندتے ہیں اور جو گند بلا مرے اسی میں دفن ہوتا ہے جو گندا آدمی ہو وہ اسی میں مر مٹ جاتا ہے اور پہلی قومیں جن پر عذاب آئے وہ سب مٹی میں دفن ہیں۔

انہوں نے اتنی برائیاں مٹی کی بیان کیں کہ کوئی حساب نہیں بادشاہ نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو مگر میں بھی مٹی چھوڑ نہیں سکتا سارے ملک میں اعلان کروائے گئے۔ ڈھنڈورے پیٹے گئے کہ بادشاہ سلامت مٹی چھوڑنا چاہتے ہیں۔ مگر صرف دوائیاں نہ بتاؤ چھڑوا کر دکھاؤ چنانچہ بڑے بڑے حکیم بڑے بڑے طبیب آئے وہ سب مٹی کے نقصانات بیان کرتے تھے بادشاہ سننے کے بعد کہتا تھا جاؤ حتیٰ کہ بادشاہ مرنے کے قریب ہوگیا آخر ایک دن باہر سے آیا ہوا ایک سیاح جو نہ صرف قابل تھا بلکہ حکمت والا انسان تھا۔ اس نے بادشاہ کی زنجیر ہلائی پہریدار نے پوچھا کہو کیا بات ہے۔ اس نے کہا میرے پاس بادشاہ کا علاج موجود ہے اور میں اس کو ٹھیک کرسکتا ہوں۔ اس کی بہت آؤ بھگت کی گئی دربار لگا ہوا تھا اسے بادشاہ کے سامنے پیش کردیا گیا۔

ادھر بادشاہ کی حالت یہ تھی کہ نیم مردہ حالت میں پڑا ہوا تھا اور بری حالت ہوئی تھی لیکن کہتا تھا مٹی میں نہیں چھوڑ سکتا۔ سیاح

نے کہا بادشاہ سلامت آپ کی مٹی میں چھڑوا سکتا ہوں۔ لیکن آپ یہ بتائیں کہ علاج یہاں کروں یا علیحدگی میں۔ بادشاہ نے سوچا کہیں لوگوں کے سامنے ذلت ہی نہ ہو۔ شرمندگی بھی نہ اٹھانی پڑے۔ اس نے کہا اندر چلو علیحدگی میں علاج کرو۔ وہاں جا کر اس نے بادشاہ سے کہا صرف ایک علاج ہے۔ کہ آپ سلطنت چھوڑ دیں۔ بادشاہ نے کہا یہ کیا علاج ہوا؟ اس نے کہا دیکھو جب سلطنت ہوتی ہے تو لڑائیاں بھی کرنی پڑتی ہیں بڑے بڑے دشمن حملہ آور ہوتے ہیں ان کو شکست دینی پڑتی ہے تو جو اپنے نفس کو شکست نہ دے سکے وہ دوسروں کو کیسے شکست دے سکتا ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ اس لئے آؤ مل کر ہم سیر و سیاحت کرتے ہیں کیونکہ آپ بادشاہ بننے کے قابل نہیں ہیں۔ جو اپنے نفس کو شکست دے وہ اس قابل ہے کہ اس سلطنت پر بیٹھے۔ بادشاہ سوچ میں پڑ گیا۔ اس کے دل میں پہلی دفعہ ایک ایسی گھنٹی بجی کہ آہستہ آہستہ سویا ہوا نفس بیدار ہو گیا۔ اس نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو جو مٹی سے مارکھا جائے اس نے بادشاہی کیا کرنی ہے۔ آج کے بعد میں مٹی نہیں کھاؤنگا۔ اور واقعۃً نہیں کھاؤنگا۔ سیاح نے اسے بعض علاج بھی بتا دئے۔ بادشاہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔ حکومت پر بیٹھا اور اس طرح خدا تعالیٰ نے اسے بچالیا۔

اب یہ واقعہ وکیل صاحب کے سامنے سنا رہے ہیں جسے اپنے نفس پر قابو نہیں تھا حیرت انگیز بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شراب کی خرابی نہیں بتائی اور ذکر تک نہیں کیا۔ پتہ بھی نہیں تھا کہ یہ شراب پیتا ہے۔

جب یہ باتیں ختم ہوئیں تو وہ وہاں سے چلے ہیں منشی صاحب نے وکیل صاحب کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا خیال! آج کے بعد مجھ پر شراب پینا حرام ہے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس کے بعد وہ لمبا عرصہ زندہ بھی رہے۔ پھر اس کے بعد شراب کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ شائد احمدی بھی ہو گئے۔

مگر یہ واقعہ بہت عظیم الشان ہے۔ فرمایا: نفس پر فتح حاصل کرو۔

(مرسلہ مکرم مولوی ایوب علی خان صاحب مبلغ ہریانہ)

کچھوا اور خرگوش

ایک تھا کچھوا، ایک تھا خرگوش۔ دونوں نے آپس میں دوڑ کی شرط لگائی۔ کوئی کچھوے سے پوچھے کہ تو نے کیوں لگائی۔ کیا سوچ کر لگائی۔ دنیا میں احمقوں کی کمی نہیں، ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں۔ طے یہ ہوا کہ دونوں میں سے جو نیم کے ٹیلے تک پہلے پہنچے، وہ کامیاب سمجھا جائیگا۔ اسے اختیار ہے کہ ہارنے والے کے کان کاٹ لے۔

دوڑ شروع ہوئی۔ خرگوش تو یہ جا وہ جا پلک جھپکنے میں ہی خاصی دوری پر نکل گیا۔ میاں کچھوے وضعداری کی چال چلتے چلتے منزل کی طرف رواں ہوئے تھوڑی دور پہنچے تو سوچا بہت چل لئے اب آرام بھی کرنا چاہئے۔ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے شاندار ماضی کی یادوں میں کھو گئے جب اس دنیا میں کچھوے راج کیا کرتے تھے۔ سائنس اور فنون لطیفہ میں بھی ان کا بڑا نام تھا۔ یونہی سوچتے میں آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ خود تو تخت شاہی پر بیٹھے ہیں۔ باقی زمینی مخلوق شیر، چیتے، خرگوش آدمی وغیرہ ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یا فرشی سلام کر رہے ہیں۔ آنکھ کھلی تو ابھی سستی باقی تھی بولے ابھی کیا جلدی ہے؟ اس خرگوش کے بچے کی کیا اوقات ہے میں بھی کتنے عظیم ورثے کا مالک ہوں واہ بھئی وا میرے کیا کہنے۔

نہ جانے کتنا زمانہ سوئے رہے تھے۔ جب جی بھر کے سونے کے بعد جاگے ستا تو پھر ٹیلے کی طرف رواں ہوئے۔ وہاں پہنچے تو خرگوش کو نہ پایا۔ بہت خوش ہوئے۔ اپنی دادوی کہ واہ رے مستعدی۔ میں پہلے پہنچ گیا۔ بھلا میرا مقابلہ کوئی کرسکتا ہے؟

اتنے میں ان کی نظر خرگوش کے ایک پلے پر پڑی جو ٹیلے کے دامن میں کھیل رہا تھا۔ کچھوے نے کہا۔ اے برخوردار تو خرگوش خاں کو جانتا ہے؟

خرگوش کے بچے نے کہا۔ جی ہاں جانتا ہوں میرے ابا حضور تھے۔ معلوم ہوتا ہے آپ ہیں وہ کچھوے میاں جنہوں نے باوا جان سے شرط لگائی تھی۔ وہ تو پانچ منٹ میں یہاں پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد مدتوں آپ کا انتظار کرتے رہے۔ آخر انتقال کر گئے۔ جاتے ہوئے وصیت کر گئے تھے کہ کچھوے میاں آئیں تو ان کے کان کاٹ لینا۔ اب لائے ادھر کان۔

کچھوے نے فوراً اپنے کان اور اپنی سری کول کے اندر کر لی۔ آج تک چھپائے پھرتا ہے۔

’’اب تم میری بیعت کا خط لکھو‘‘

محبوب احمد ابن مولانا غلام علی صاحب مرحوم سعد اللہ پور ضلع گجرات مکرم سید لال شاہ صاحب سابق امیر حلقہ دار برٹن ضلع شیخوپورہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں ۱۹۲۲ء، ۱۹۲۱ء میں جب پنجاب میں طاعون پھیلی تو آپ کی والدہ بھی بیمار ہوگئیں آپ نے اپنی والدہ کے علاج معالجہ میں انتہائی کوشش کی ایک روز آپ اپنی والدہ کے علاج کے لئے ایک نزدیکی گاؤں سے حکیم صاحب بلانے کے لئے گئے راستہ میں آپ نے انتہائی رقت وسوز وگداز سے بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ بارالٰہی اگر میری والدہ کا آخروقت آپہنچا ہے تو انہیں صرف اتنی مہلت عطا فرما کہ وہ احمدیت کو قبول کرلیں اور اگر ابھی ان کی زندگی باقی ہے تو بھی صداقت کو سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق بخش آپ جب حکیم صاحب کو لے کر واپس گھر پہنچے تو آپ کی والدہ کہہ رہی تھیں کہ بلاؤ لال شاہ کو وہ کہاں گیا۔ آپ جب سامنے ہوئے تو کہنے لگی لال شاہ تو کہاں گیا تھا آپ نے کہا آپ کے علاج کے لیے حکیم صاحب کو بلانے گیا تھا کہنے لگیں کہ ابھی میری بیعت کا خط لکھو شاہ صاحب کہنے لگے۔ اماں جی کیوں؟ کہنے لگی بیٹا میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ دو آدمی میرے سرہانے آکر کھڑے ہوگئے ہیں ان میں سے ایک نے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں اور دوسرے نے اپنی داڑھی کو حنا لگا رکھی ہے سفید کپڑوں والا مجھے پوچھنے لگا۔ سید بی بی مجھے جانتی ہو میں کون ہوں میں نے کہا جی نہیں کہنے لگا میں عزرائیل فرشتہ ہوں اور یہ چوہدری صدی کے امام ہیں یہ سچے ہیں انہیں قبول کرلو میں اسی سبب سے تمہاری روح قبض نہیں کررہا لہٰذا اب مجھے تسلی ہوگئی ہے تم میری بیعت کا خط لکھو۔

فرشتوں کی سرجری

محمد صادق صاحب مبلغ مقیم سیرالیون قاضی محبوب عالم صاحب مرحوم از لاہور کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

’’ایک دفعہ گردے کی درد ہوئی یہ درد اتنی شدید تھی کہ آپ کے گھر والوں نے سمجھا کہ آپ چند گھنٹوں کے مہمان ہیں اس درد والم کی شدید حالت میں آپ خدا تعالیٰ سے یوں مخاطب ہوئے کہ اے میرے پیارے محسن میں تیرا ایک نہایت ہی عاجز و نحیف بندہ ہوں اس درد کو برداشت نہیں کرسکتا اے میرے محسن تو اس درد کے بغیر بھی مجھے موت دے سکتا ہے اگر میرے لئے موت مقدر ہے تو اس درد کو کم کر کے مجھے موت دے دے کیونکہ میں اس درد کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اسی حالت میں آپ کی آنکھ لگ گئی کیا دیکھا کہ دو فرشتے نے دائیں والے فرشتے کو کہا کہ وقت تھوڑا ہے اپنے کام کو جلد ختم کرلو تب دائیں طرف والے فرشتے نے گردے والے مقام کو چیرہ دیا پھر گردے کو ہاتھ ڈال کر صاف کردیا پھر اس زخم پر اپنا ہاتھ پھیر کر مقام کو متوازن کردیا تب بائیں جانب والے فرشتے نے دائیں والے فرشتے کو مخاطب ہوکر کہا۔ مبارک کہ تم نے اپنے کام کو وقت پر ختم کرلیا بعد ازاں آپ کی آنکھ کھل گئی۔‘‘

ماخوذ از حکایات صالحین (ص 6 تا 7)

ایک استاد نے بچے سے پوچھا اگر آسمان صاف ہو تو اوپر دیکھنے سے کیا دکھائی دیگا۔ بچے نے جواب دیا نیلا آسمان۔ اگر رات کا وقت ہوگا تو ستارے دکھائی دینگے۔ استاد نے کہا شاباش استاد نے پھر بچے سے پوچھا اگر بارش ہو رہی ہو تو پھر کیا دکھائی دیگا۔ ’’چھتری‘‘ بچے نے معصومیت سے جواب دیا۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اردو کلاس میں یہ لطیفہ سنایا)

تقریبات شادی خانہ آبادی

مکرم مولوی سی شمس الدین صاحب مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی شادی کی تقریب مورخہ 2001-4-7 کو مسجد مبارک قادیان میں منعقد ہوئی۔محترم حضرت امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نکاح کا اعلان فرمایا اور معاً بعد دعائیہ تقریب عمل میں آئی۔بعدازاں بارات محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس مرحوم کے گھر گئی جہاں پر ان کی تیسری بیٹی کی رخصتی پر دعا ہوئی۔

مکرم سید طارق مجید صاحب انسپکٹر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی شادی کی تقریب مورخہ 2001-4-10 کو مسجد مبارک میں منعقد ہوئی۔اور بعد دعا بارات قادیان کے نواحی محلّہ ننگل باغبانہ گئی جہاں پر محترم اختر حسین صاحب کی بیٹی محترمہ راشدہ پروین صاحبہ کی رخصتی کی تقریب پر دعا ہوئی۔

مکرم مولوی فضل الرحمٰن صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ کی شادی کی تقریب مورخہ 2001-4-2 کو مسجد مبارک میں منعقد ہوئی۔دعا کے بعد بارات کوٹھی دارالسلام میں واقع محترم منہاج الھدیٰ صاحب مرحوم کے گھر گئی جہاں پر ان کی بیٹی محترمہ شبانہ نسرین کی رخصتی پر دعا ہوئی۔

مکرم مولوی افتخار احمد صاحب مبلغ سلسلہ کی شادی کی تقریب مورخہ 9 اپریل 2001ء کو مسجد محمود آباد کیرنگ اڑیسہ میں منعقد ہوئی۔مکرم مولوی سید طفیل احمد صاحب شہباز مبلغ حیدرآباد نے نکاح کا اعلان کیا اور دعا کروائی بعدازاں بارات محمود آباد میں مکرم حضرت احمد خان صاحب کے گھر گئی جہاں پر ان کی بیٹی محترمہ زینت النساء صاحبہ کی رخصتی کی تقریب پر دعا ہوئی۔

اول الذکر تین تقاریب میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان اور دیگر ناظران و افسران جماعت نے بھی شمولیت اختیار فرمائی جبکہ مؤخر الذکر تقریب میں جماعت احمدیہ کیرنگ کے معزز اراکین وعہدادارن شامل ہوئے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام تقریبات کو از حد مبارک فرمائے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔آمین (ادارہ)

اعلان نکاح

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیز مکرم طاہر احمد صاحب امینی ابن محترم صدیق احمد صاحب امینی مرحوم کے نکاح کا اعلان 19 مئی 2001 کو عزیزہ امۃ الہادی زبدہ بنت محترم وسیم احمد صاحب فاروقی آف جے پور کے ساتھ فرمایا۔ مکرم طاہر احمد صاحب امینی دفتر وقف جدید بیرون کے کارکن ہیں اور دفتر خدام الاحمدیہ بھارت کے کمپیوٹر سیکشن میں بھی خدمت کی سعادت پا رہے ہیں۔اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔(ادارہ)

دعائے مغفرت

مکرم محمد نعیم ناصر صاحب انسپکٹر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی والدہ محترمہ عقیلہ بیگم صاحبہ 30 مئی 2001ء کو وفات پا گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون قبل ازیں چار ماہ قبل ان کے والد محترم محمد ناصر صاحب مودھا کی بھی وفات ہوگئی تھی۔

مرحومین نے ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں اور ان میں سے ایک بیٹا عزیز محمد اقبال ناصر واقف زندگی ہے اور مدرسہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔

ہر دو بزرگوں کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ملنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

برادرم محترم محمد ذاکر خان صاحب صدر جماعت احمدیہ سہارنپور کے بیٹے عزیزم محمد شارق خان صاحب نے 12 ویں جماعت کا امتحان دیا ہے۔امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے اور بہتر مستقبل کے لئے درخواست دعا ہے

(محمد فیروز الدین انور ناظم مجلس انصار اللہ بنگال و آسام)

مدرسۃ المعلمین قادیان کے طلباء کی طرف سے "سیروا فی الارض" کے تحت

تفریحی و معلوماتی ٹور

اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے سیروا فی الارض یعنی زمین میں چلو پھرو، سیر و سیاحت کرو اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے حسین مناظر اور عجائبات کا مشاہدہ کرو جو صانع حقیقی کی ہستی پر دال ہیں۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت مدرسۃ المعلمین کے بجٹ سائز میں سیروا فی الارض کی مد کے تحت سالانہ ٹور کے اخراجات کی منظوری مرحمت فرمائی ہے چنانچہ ہر سال مدرسۃ المعلمین کی آخری کلاس کے طلباء جو مدرسہ سے رخصت ہو کر میدان عمل میں جانے والے ہوتے ہیں اُنہیں ہندوستان کے بعض تاریخی مقامات نیز خصوصی طور پر اُن تاریخی مقامات کی سیر کروائی جاتی ہے جن کا تعلق جماعت احمدیہ کی تاریخ سے بھی ہوتا ہے چنانچہ امسال مورخہ 27 مارچ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے صبح محترم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر ہیڈ ماسٹر مدرسۃ المعلمین نے اجتماعی دعا کروائی ۔ قافلہ سب سے پہلے تاریخی مقام ہوشیار پور کے لئے روانہ ہوا دوپہر بارہ 12 بجے ہوشیار پور پہنچا جہاں پر طلباء نے نوافل ادا کئے اور سلسلہ کی ترقی و اشاعت کے لئے دعائیں کیں اس موقعہ پر تمام طلباء کو بتایا گیا کہ ہوشیار پور کے شہر کو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں کیا عظمت اور مقام حاصل ہے ۔ ہوشیار پور کے تاریخی اور بابرکت مقام کی زیارت کے بعد ہمارا قافلہ چنڈی گڑھ کے لئے روانہ ہوا ۔ راستہ میں ایک مقام پر روک کر طلباء کو دوپہر کا کھانا کھلایا گیا۔ بعدہ رات آٹھ بجے ہمارا قافلہ چنڈی گڑھ پہنچا۔ چنڈی گڑھ میں ہمارا قیام کسان بھون میں تھا جسکی بکنگ سفر پر روانہ ہونے سے دو روز قبل ہی کر لی گئی تھی۔

الحمد للہ رہائش کا انتظام نہایت آرام دہ تھا اور کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ رات کا کھانا تمام طلباء کو اجتماعی طور پر کسان بھون میں واقع کنٹین میں ہی کروایا گیا۔ اس کنٹین کی خصوصیت یہ ہے کہ کھانا صاف ستھرا عمدہ ہونے کے علاوہ سستا بھی ہے۔ تمام طلباء نے کھانا کھا کر اطمینان کا اظہار کیا۔

28/3/2001 کو صبح کا ناشتہ تمام طلباء کو اس کنٹین میں ہی کروایا گیا اور اسکے بعد سیر و تفریح کی غرض سے بعض دلکش مقامات کا سفر اختیار کیا گیا جسمیں Rock Garden, Rose Garden, سکھنا لیک اور چڑیا گھر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ صبح آٹھ بجے سے شام چھے بجے تک ان مقامات کی سیر کی گئی۔ تمام طلباء اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان مقامات کے دلکش اور حسین مناظر کو دیکھ محظوظ ہوتے رہے اور تصاویر بھی لیتے رہے اور ہنسی خوشی کے ماحول میں لُطف اندوز ہوتے رہے۔ قدرت کے ان حسین اور دلکش مناظر کو دیکھ کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر بےساختہ زبان پر جاری ہو جاتا تھا:

ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی راہ تیرے دیدار کا

مورخہ 28/3/2001 کو شام چھے بجے ان دلکش مقامات کی سیر کے بعد ہمارا قافلہ آخری مقام سرہند کے لئے روانہ ہوا جہاں پر حضرت مجدد الف ثانی" کا مزار ہے۔ چنڈی گڑھ سے سرہند کے سفر کے دوران موسم کافی خوشگوار ہو چکا تھا اور ٹھنڈی ٹھنڈی پُر سکون ہوا کے ساتھ تھوڑی بہت بارش بھی ہوگئی جس سے دن بھر کی گرمی خوشگوار اور سُہانے موسم میں تبدیل ہوگئی۔ بارش اور ہوا کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے اس علاقہ کی بجلی بند ہوگئی تھی۔ ہمارا قافلہ رات کے آٹھ بجے اندھیرے میں ہی سرہند میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مزار اقدس پر پہنچا جنھوں نے اس علاقہ میں اسلام کی تجدید اور احیاء کے لئے اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ تمام طلباء نے مزار حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مزار پر دُعا کی اور اسلام کے احیاء اور سربلندی کے لئے خدا سے دُعائیں مانگیں اور اس کے بعد ہمارا قافلہ قادیان کے لئے روانہ ہوا اور رات کے تقریباً دو 2 بجے الحمد للہ بخیر و عافیت قادیان پہنچ گیا۔

دعا ہے کہ مولیٰ کریم اس سفر کو طلباء کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے ۔ آمین

(عبد العلیم آفتاب ،مدرس مدرسۃ المعلمین قادیان)

وصـــــایــــــا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع کریں
(سیکریٹری کارپرداز)

وصیت نمبر 15112:- میں شیخ طارق احمد ولد مکرم شیخ غلام محمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۹۸ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 4/12/2000 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ آبائی جائیداد سے ابھی تک کوئی حصہ نہیں ملا۔ اگر کبھی کوئی حصہ ملے گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دوں گا انشاء اللہ میں اس وقت بطور معلم خدمت سلسلہ بجا لا رہا ہوں جہاں سے مجھے مبلغ -/2500 ماہوار ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں گا اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ	العبد	گواہ
محمد عبد الرزاق قادیان	شیخ طارق احمد	نعیم احمد ڈار قادیان

وصیت نمبر 15113:- میں امتہ الحفیظ شکیبہ بنت مکرم محمد ابراہیم خان صاحب قوم احمدی، پیشہ خانہ داری عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 6/10/2000 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جسکی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱۔ طلائی Set ایک عدد وزن 24 گرام
۲۔ طلائی انگوٹھیاں ۴ عدد 12.800 گرام
۳۔ طلائی بالیاں دو جوڑی 3.200 گرام
۴۔ چاند بالیاں ایک جوڑی 5.000 گرام
۵۔ طلائی چین ایک عدد 12.000 گرام
۶۔ طلائی ٹیکہ ایک عدد 3.000 گرام

کل وزن طلائی زیور 60 گرام قیمت موجودہ -/24000 روپے۔
علاوہ ازیں نقری پازیب دو عدد وزن ۱۰ تولہ جسکی موجودہ قیمت -/600 روپے ہے۔ میں مذکورہ بالا منقولہ جائیداد کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔
میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ فی الحال اخراجات خورد نوش پر ماہانہ ۳۰۰ روپے پر ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کبھی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ	الامۃ	گواہ
محمد ابراہیم خان قادیان	امتہ الحفیظ شکیبہ	محمد کریم الدین شاہد

وصیت نمبر :15114 میں سید جاوید انور ولد مکرم ڈاکٹر سید حمید الدین احمد صاحب مرحوم قوم سید پیشہ ملازمت عمر 48 سال پیدائشی احمدی ساکن جمشید پور ڈاکخانہ آزاد نگر ضلع سنگھ بھوم صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکرہ آج بتاریخ 1.10.99 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ

قادیان ہو گی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ ایک عدد مکان آزاد نگر جمشید پور میں ۵ کٹھہ پر ہے اس میں 1/2 حصہ کا مالک میں ہوں اور اس کے اُوپر بنے ہوئے مکان میں بھی 1/2 حصہ کا مالک خاکسار ہے۔ باقی حصہ کی مالک خاکسار کی اہلیہ ہے۔

۲۔ ننگل قادیان میں ۸ مرلہ زمین پر مبنی پلاٹ ہے۔

۳۔ ٹاٹا کمپنی کے Share ۲۰۰ ہے اور Timken کے ۱۰۰ Share ہیں جو کہ خاکسار اور اہلیہ کے مشترکہ ہیں

۴۔ U.G.S میں ۵۰۰ یونٹ مشترکہ ہیں اور U.GS 500 میں ۲۰۰ یونٹ ہیں اس وقت خاکسار ٹاٹا کمپنی میں ملازمت کرتا ہے جس سے مبلغ -/6000 روپیہ آمد ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔

اس کے علاوہ آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کروں گا۔

اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ
جاوید اقبال چیمہ	سید جاوید انور	سید صباح الدین

وصیت نمبر 15115 : میں فیاضہ نعیم زوجہ نعیم احمد ڈار قوم ڈار پیشہ خانہ داری عمر 33 سال پیدائشی احمدی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1.1.2001 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات کے بعد میری کل منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اشیاء	وزن	قیمت
ایک ہار طلائی	16.400	5900
ایک چین طلائی	14.800	5195
ایک جوڑی کانٹے طلائی		3500
ایک جوڑی بالیاں طلائی	4.00	1800
ایک جوڑی بالیاں	1.900	750
ایک انگوٹھی طلائی	3.100	1280
ایک کوکا طلائی		210
میزان		18635

میں نے اپنے خاوند سے حق مہر کی رقم وصول کر لی ہے جس سے ایک چین طلائی بنائی ہے جس کا ذکر اوپر کر دیا ہے۔ والدین حیات ہیں آبائی جائیداد بھی تقسیم نہیں ہوئی اگر آبائی جائیداد میں سے کچھ ملے گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کروں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمد نہیں ہے۔ البتہ خورونوش پر مبلغ 300 روپے ماہانہ پر حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ انشاءاللہ۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
نعیم احمد ڈار	فیاضہ نعیم	راشد حسین

وصیت نمبر 15116: میں بی عبدالحمید ولد سی ایچ عبد القادر صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کوڈالی ڈاکخانہ کوڈالی ضلع کینانور صوبہ کیرلہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 19.11.2000 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میری جائیداد اس وقت درج ذیل ہے۔ ایک زمین ذاتی 10 سینٹ والدہ کا دس سینٹ پر مکان ہے جس میں 11 افراد حصہ دار ہیں۔ جب بھی حصہ ملے گا اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہو گی۔ خاکسار بزنس کرتا ہے معین آمد نہیں اور اس وقت بیکار ہے۔ پھر بھی اندازاً 2000 روپے ماہوار آمد پر 1/10 حصہ آمد ادا کرے گا۔ انشاء اللہ اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کردوں گا تو

اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل کی جائے۔

خاکسار جو بھی چندہ آمد و جائیداد ادا کرے گا اس کی واپسی کا مطالبہ وارثین کی طرف سے قابل قبول نہیں ہوگا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
یو ابو بکر	بی عبد الحمید	شریف احمد

وصیت نمبر 15117: میں شمس الدین ولد مکرم صلاح الدین صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 37 سال تاریخ بیعت 1989 ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1.1.2001 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے خاندان میں اکیلا احمدی ہونے کی وجہ سے آبائی جائیداد سے بے دخل کر دیا گیا ہوں۔ آبائی وطن مظفر نگر یوپی ہے میری اس وقت ماہانہ آمد بصورت ملازمت صدر انجمن احمدیہ مبلغ 2436 روپے ماہوار ہے میں اس کا 1/10 حصہ تازیست صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
طاہر احمد بدر	شمس الدین	محمد انور احمد

وصیت نمبر 15118: میں شیخ محمد ذکریا ولد مکرم یوسف علی صاحب قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن کوسمبی ڈاکخانہ کوسمبی ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج 10.2.2001 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ میری اس وقت غیر منقولہ و منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ طالب علم کی حیثیت سے خاکسار کے وظیفہ میں سے ہر ماہ تخمیناً 300 روپے بچتا ہے جس کا 1/10 حصہ خاکسار ادا کرتا رہے گا۔ نیز اگر آئندہ کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز بہشتی مقبرہ کو دوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ
شریف احمد	شیخ محمد ذکریا	نعیم احمد ڈار

وصیت نمبر 15119: میں طاہر احمد ولد محمد منصور احمد قوم مسلم پیشہ ملازمت عمر 38 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1.7.2001 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اس وقت میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ البتہ میرے والد صاحب کا ایک ذاتی مکان بمقام جڑچرلہ آندھرا پردیش ہے۔ والدین بقید حیات ہیں جب بھی مجھے اس جائیداد سے حصہ ملے گا دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع کروں گا۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس وقت میں انجمن وقف جدید میں کام کرتا ہوں خاکسار کو ماہوار 2928 روپے مع الاؤنس تنخواہ ملتی ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر کبھی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شدہ	العبد	گواہ شد
محمد عبد الحق	محمد طاہر احمد	سید صباح الدین

وصیت نمبر 15120:- میں سلطان احمد خان ولد مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/1/01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ آبائی جائیداد کیرنگ ضلع خوردہ اڑیسہ میں ہے جو والد صاحب کے نام ہے جسمیں ہم دو بھائی اور دو بہنیں حصہ دار ہیں۔ والد صاحب بقید حیات ہیں اور موصی ہیں۔

خاکسار کی آمد بصورت ملازمت صدر انجمن احمدیہ ماہوار =/4590 روپے معہ الاؤنس تنخواہ ملتی ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کا ۱۰/۱ حصہ تازیست صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
نذیر محمد پونچھی	سلطان احمد	محمد انور احمد

وصیت نمبر 15121:- میں رقیہ پروین زوجہ مکرم سلطان احمد صاحب انجینئر قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب

بقائمی ہوس وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/1/01 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ میری اس وقت غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

	وزن گرام	قیمت
1. زیور طلائی ہار گلے کے ۳ عدد	27-900	12499-20
2. کان کے جھمکے دو جوڑی	10-000	4480-00
3. انگوٹھی ایک عدد	5-000	2240-00
4. زیور نقرئی پازیب ۴ جوڑی	120-000	960-00
کل قیمت زیور		20179-20

آبائی جائیداد سورو ضلع بالاسور اڑیسہ میں ایک مکان ہے اسکا ابھی تک کوئی حصہ نہیں ملا۔ حق مہر بذمہ خاوند =/20,000 روپے ہے۔ آمد کوئی نہیں ہے۔ ماہوار خورد نوش =/300 روپے اخراجات پر تازیست حصہ آمد ۱۰/۱ حصہ ادا کرتی رہوں گی۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سلطان احمد انجینئر	رقیہ پروین	محمد انور احمد

وصیت نمبر 15122:- میں عبدالرؤف فیر ولد مکرم عبد الحمید مومن صاحب قوم یوسف زئی پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/1/01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1. اس وقت میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔

2. آبائی جائیداد میں دس مرلے زمین واقع ربوہ میں ہے۔ والد صاحب بقید حیات ہیں۔ اس میں پانچ بھائی اور تین بہنیں حصہ دار ہیں۔ اس میں سے جب بھی خاکسار کو حصہ ملے گا اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کردونگا۔

میں صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں اس وقت مجھے مع الاؤنس مبلغ =/3444 روپیہ ماہوار تنخواہ مل رہی ہے میں اپنی آمد کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ عارضی طور پر دفتر خدام الاحمدیہ میں کام کررہا ہوں مجھے مبلغ =/600 روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ اس آمد کے بھی ۱۰/۱ حصہ کی

وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے تصور کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر	عبدالرؤف نیر	راشد حسین

وصیت نمبر 15123:- میں فرخندہ نیر زوجہ مکرم عبدالرؤف صاحب نیر قوم قریشی پیشہ امور خانہ داری عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 2/1/01 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق قیمت درج ذیل کی گئی ہے۔

1. حق مہر بذمہ شوہر مبلغ -/6000 روپے

	وزن	قیمت
2. طلائی زیور سیٹ مع کانٹے	19-300	6950-00
3. رنگ طلائی	3-400	1350-00
4. بالی طلائی	3-890	1320-00

مذکورہ بالا منقولہ جائیداد کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔

مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ میری ماہوار آمد مبلغ ایک ہزار روپے ہے میں اس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

مذکورہ بالا آمد و جائیداد کے علاوہ اگر کبھی کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں گی۔ اسکی اطلاع باقاعدہ دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ اس پر میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر	فرخندہ نیر	عبدالرؤف نیر

وصیت نمبر 15124: میں محمود احمد ملکانہ ولد مکرم عبداللطیف صاحب ملکانہ مرحوم قوم ملکانہ پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۱-۲-۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد میں قطعہ زمین ساڑھے سات مرلے واقع ہرچوال روڈ قادیان میں ہے جس کی موجودہ قیمت -/۴۵۰۰۰ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ بھارت کرتا ہوں۔

میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں مجھے ہر ماہ مبلغ -/۲۴۱۷ روپے مع الاؤنس تنخواہ ملتی ہے۔ علاوہ ازیں فوٹوگرافی پر ماہانہ اندازاً -/۵۰۰ روپے آمد ہوتی ہے۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسکا ۱۰/۱ حصہ تازیست صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ نیز اگر آئندہ کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انور احمد	محمود احمد ملکانہ	نعیم احمد ڈار

وصیت نمبر 15125: میں مبارکہ محمود زوجہ مکرم محمود احمد صاحب ملکانہ قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۱-۲-۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا- زیور طلائی ہار دو عدد (۲) کان کی بالیاں ۳ جوڑی وزن ۵ تولے -/۱۵۲۰۰

۳- طلائی انگوٹھی ۳ عدد وزن ۲ گرام ۵۰۰ ملی گرام -/۹۶۷

۴- نقرئی سیٹ ۲ عدد، پازیب دو جوڑی، جھالے ۲ عدد، چابی کا گچھا ۱ عدد وزن ۱۹ تولہ ۷۰۰ ملی گرام -/۱۰۰۱

حق مہر بذمہ خاوند -/۵۰۰۰ ۲ روپے

اس کے علاوہ خاوند کی ایک قطعہ زمین ساڑھے سات مرلہ واقع ہرچووال روڈ قادیان ہے اس سے جو بھی حصہ ملے گا اس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی آمد نہیں ماہانہ خورونوش کے حساب سے -/۳۰۰ روپے ماہوار پر تازیست ۱۰/۱ حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد و جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محمود احمد ملکانہ	مبارکہ محمود	محمد انور احمد

وصیت نمبر 15126: میں محمد اسماعیل طاہر ولد مکرم غلام رسول صاحب قوم ہانڈے پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۰۱-۱-۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ملازمت کرتا ہوں۔ جس سے مجھے کل مبلغ -/۳۰۶۹ ملتے ہیں۔ جس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔

آبائی جائیداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی۔ والدین بحیات ہیں۔ جب بھی تقسیم ہوگی اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کروں گا۔ انشاء اللہ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل تصور کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
نعیم احمد ڈار	محمد اسماعیل طاہر	انیس احمد اسلم
قادیان	قادیان	قادیان

خدام الاحمدیہ حیدرآباد کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ حیدرآباد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے مطابق تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں میں سرگرم عمل ہے۔ چنانچہ جہاں ایک طرف حیدرآباد شہر کے تمام بڑے بڑے اخبارات کے ایڈیٹروں کو جماعتی لٹریچر پہنچایا گیا وہیں حیدرآباد اور سکندرآباد کے تعلیم یافتہ افراد کو تبلیغی خطوط لکھے جارہے ہیں اسی سلسلہ میں احمدیہ مسجد افضل گنج کے نیچے ایک مستقل "احمدیہ بک اسٹال" قیام میں لایا گیا ہے جہاں خدام و اطفال ہروقت موجود رہتے ہیں۔

مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کی تشہیر کے لئے مسجد احمدیہ افضل گنج کے دونوں جانب دو بورڈ آویزاں کئے گئے ہیں جسمیں M.T.A. کے متعلق تمام معلومات درج کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں خاکسار نے اسی غرض کے لئے ایک خوشنما کارڈ بھی شائع کیا ہے جسمیں M.T.A. کی تمام معلومات درج ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک اشتہار بھی شائع کیا گیا ہے جسے بذریعہ ڈاک غیر احمدی افراد تک پہنچایا جاتا ہے۔ نیز City Cable والوں سے بھی رابطہ کیا جارہا ہے کہ وہ M.T.A. نشر کریں۔ غیر مسلم علماء و تعلیم یافتہ طبقہ سے بھی تبلیغی گفتگو ہوتی رہتی ہے۔

حیدرآباد میں عیسائیوں کی طرف سے 25 تا 29 اپریل تک منعقد ہونے والے میلینیم اجتماع کے موقع پر عیسائیت کی تردید کے متعلق ایک پوسٹر شائع کر کے زائرین میں تقسیم کیا گیا۔ اس موقعہ پر دو مشہور مسیحی منّاد مائیکل صاحب اور جوز صاحب آف امریکہ کو "Minaret" کا میلینیم نمبر بھجوایا گیا۔

انصار و خدام مضافات میں تبلیغ کے سلسلہ میں جاتے رہتے ہیں مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے آئندہ ماہ ریلوے اسٹیشن اور بس اسٹینڈ پر بک اسٹال لگانے اور کمشنر صاحب پولیس اور چاروں زون کے ڈپٹی کمشنرز کو بھی جماعتی لٹیریچر پہنچانے اور جماعتی مؤقف سے آگاہ کرنے کا ارادہ ہے۔ مکرم مبلغ صاحب حیدرآباد حیدرآباد کے چاروں حلقہ جات میں خدام کو تبلیغی ٹریننگ دیتے ہیں اور مختلف مسائل کے متعلق آگاہ کرتے ہیں۔ ہر ماہ تقریباً 15 اجلاسات منعقد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجلس کی ان حقیر مساعی میں برکت ڈالے اور اسلام و احمدیت کے حق میں اس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

(تنویر احمد۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد)